بیعت

ہونے والوں کو ہدایات

افادات

حضرت اقدس مولانا مفتی احمد صاحب خانپوری دامت برکاتہم

سابق صدر مفتی و حال شیخ الحدیث جامعہ اسلامیہ تعلیم الدین، ڈابھیل

دار الحمد للبحث والتحقیق والنشر

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

بیعت

ہونے والوں کو ہدایات

افادات

حضرت اقدس مفتی احمد صاحب خانپوری صاحب دامت برکاتہم العالیۃ

(شیخ الحدیث وسابق صدر مفتی جامعہ اسلامیہ تعلیم الدین، ڈابھیل)

ناشر

دارالحمد اسلامک ریسرچ انسٹیٹیوٹ، سورت، گجرات، الہند

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

کتاب کا نام : بیعت ہونے والوں کو ہدایات

افادات : حضرت مفتی احمد صاحب خانپوری دامت برکاتہم

سن طباعت : جمادی الاخریٰ ۱۴۴۵ھ مطابق ڈسمبر ۲۰۲۴ء

ناشر : دارالحمد اسلامک ریسرچ انسٹیٹیوٹ، سورت، گجرات

DarulHamd2017@gmail.com | +917096176961

حضرت اقدس دامت برکاتہم العالیہ کے دروس، وعظ، مختصر نصائح، سوال وجواب اور مختلف اردو، گجراتی، انگریزی کتب ویب سائٹ اور یوٹیوب چینل پر موجود ہیں، شائقین ضرور ملاحظہ فرمائیں:

www.MuftiAhmedKhanpuri.com

www.YouTube.com/MuftiAhmedKhanpuri

ملنے کے پتے:

دارالحمد اسلامک ریسرچ انسٹیٹیوٹ	+917096176961
مولانا مصعب منیار، سورت	+917041956899
مولانا داود میمن، سورت	+917016565842
مولانا عمار بالوا، ڈابھیل	+919099590968
مولانا انس شیر پوری، جمبوسر	+919601114202

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

فہرست

نمبر شمار	مضامین	صفحہ
۱	بیعت کے الفاظ	۷
۲	بیعت ہونے کا مطلب	۸
۳	عام فہم مثال سے وضاحت	۱۱
۴	حقوق کی قسمیں	۱۱
۵	باقی نمازیں قضا کرنے کا طریقہ	۱۲
۶	سوچنے کا طریقہ	۱۳
۷	باقی روزوں کی قضا کا طریقہ	۱۶
۸	رمضان کے روزوں کا اندازہ	۱۶
۹	باقی زکوۃ،صدقۂ فطر اور قربانی کی ادائیگی	۱۷
۱۰	بندوں کے باقی حقوق ادا کرنے کا طریقہ	۱۸
۱۱	مالی حقوق	۱۹
۱۲	باقی حقوق کی لسٹ بنانے کا طریقہ	۲۰
۱۳	معافی مانگنا بے عزتی نہیں	۲۲
۱۴	بندوں کے حقوق میں کوئی کوتاہی نہ ہو	۲۵
۱۵	اللہ تعالیٰ آخرت میں بندوں کے حقوق کا بدلہ کس طرح دلوائیں گے	۲۷

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

۱۶	ہماری ذات سے کسی کو تکلیف نہ پہنچے	۲۸
۱۷	معمولات کا اہتمام	۲۹
۱۸	تلاوتِ قرآن کی مقدار حفاظ کے لیے	۲۹
۱۹	غیر حافظ کے لیے	۳۰
۲۰	تیسرا کلمہ صبح شام کم از کم سو بار	۳۱
۲۱	درود شریف؛ کب؟ کتنا؟	۳۲
۲۲	استغفار کی ضرورت: ایک مثال	۳۴
۲۳	«الحزب الأعظم» ایک تعارف	۳۹
۲۴	دعا کیسے مانگیں؟	۴۱
۲۵	ہر چیز اللہ سے مانگو	۴۳
۲۶	جو مسنون دعا خاص ہمارے کام کی ہو	۴۴
۲۷	ہماری ایک کمزوری	۴۵
۲۸	الحزب الاعظم کے حافظ بن جاؤ!	۴۶
۲۹	چہل درود	۴۷
۳۰	جب حضرت فاطمہؓ نے خادم کی درخواست کی	۵۰
۳۱	سونے سے پہلے کے معمولات	۵۲
۳۲	......تو کبھی یہ شکایت نہ ہوگی	۵۶

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

۳۳	بیت الخلاء جانے اور نکلنے کا طریقہ	۵۷
۳۴	بھول سے بھی کام سنت کے خلاف نہ ہو	۵۸
۳۵	بے ہوشی میں بھی سنت کے خلاف نہ کیا	۵۸
۳۶	گناہوں سے پرہیز	۵۹
۳۷	بدنگاہی کے ساتھ تعلق مع اللہ قائم نہیں ہوسکتا	۶۰
۳۸	اس گناہ کے ساتھ کبھی تعلق مع اللہ قائم نہیں ہوسکتا	۶۱
۳۹	سب سے زیادہ گناہ زبان سے ہوتے ہیں	۶۱
۴۰	بدگمانی سے بچو	۶۲
۴۱	حرام غذا سے بچیے	۶۴
۴۲	گناہوں پر اصرار ایمان کو ختم کرنے والی چیز ہے	۶۵
۴۳	توبہ گناہوں کا تریاق ہے	۶۵
۴۴	مذکورہ ہدایات پر عمل کا آسان طریقہ	۶۷
۴۵	محاسبۂ نفس	۷۰
۴۶	نفس کے دھوکے میں نہ آیئے	۷۱
۴۷	ہمتِ مرداں مددِ خدا	۷۲
۴۸	اپنے حالات کی اطلاع دیتے رہیں	۷۳
۴۹	جسمانی قرب اصل نہیں	۷۴

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

۵۰	تم ہی مُرغی پال لو	۷۵
۵۱	ہمارا سلسلہ چشتی ہے	۷٦
۵۲	بیعت کے بعد	۷۸
۵۳	شجرۂ محمودیہ چشتیہ	۸۰
۵۴	مناجات	۸۳

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰه، اَلْحَمْدُ لِلّٰه نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِيْنُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ، وَنُؤْمِنُ بِهِ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ، وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا، وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا، مَن يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ، وَمَن يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهُ، وَنَشْهَدُ أَن لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ، وَنَشْهَدُ أَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ، صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وعَلٰى اٰلِهِ وَأَصْحَابِهِ، وَبَارَكَ وَسَلَّمَ تَسْلِيْمًا كَثِيْرًا كَثِيْرًا، أَمَّا بَعْدُ:

فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ ؕ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ ۚ فَمَنْ نَّكَثَ فَاِنَّمَا يَنْكُثُ عَلٰى نَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ اَوْفٰى بِمَا عٰهَدَ عَلَيْهُ اللّٰهَ فَسَيُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا﴾[۱]

بیعت کے الفاظ

کہو!

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

نہیں کوئی معبود اللہ کے سوا اور سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے سچے رسول ہیں۔

---

[۱] سورۃ الفتح (۱۰).

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

ایمان لائے ہم: اللہ پر، اُس کے فرشتوں پر، اُس کی کتابوں پر، اُس کے رسولوں پر، قیامت کے دِن پر اور تقدیر پر: بھلا ہو یا بُرا، سب اللہ کی طرف سے ہے۔

توبہ کی ہم نے: کفر سے، شرک سے، بدعت سے، نماز چھوڑنے سے، چوری کرنے سے، زِنا کرنے سے، پَرایا مال ناحق کھانے سے، کسی پر بہتان باندھنے سے، کسی کی غیبت کرنے سے اور ہر گناہ سے: چھوٹا ہو یا بڑا۔

اور عہد کیا ہم نے ان شاء اللہ کوئی گناہ نہیں کریں گے، اور اگر ہو گیا تو فوراً توبہ کریں گے۔

یا اللہ! تُو ہماری توبہ قبول فرما! یا اللہ! تو ہماری توبہ قبول فرما! ہمیں اپنے سچّے بندوں میں شامل فرما! ہمیں توفیق عطا فرما اپنی رضامندی کی اور اپنے پاک رسول کی تابعداری کی۔"

بس! یہ ہو گئے بیعت، اب جو باتیں کہوں، ان کو دھیان سے سنو!

بیعت ہونے کا مطلب

بیعت ہونے کا مطلب اور خلاصہ دو چیزیں ہیں: اللہ تبارک وتعالیٰ کے احکام کی بجا آوری میں، یعنی اللہ تبارک وتعالیٰ نے جن کاموں کو کرنے کا حکم دیا، ان کو کرنے میں، اور جن چیزوں سے بچنے کا حکم دیا، اُن سے بچنے میں آج تک جو غفلت اور کوتاہی ہوئی، اُس سے توبہ، اور آئندہ ایسی غفلت اور کوتاہی نہیں کریں گے، اِس کا عہد و پیمان اور وعدہ: گویا یہ بیعت آپ کی پچھلی (گذری ہوئی) زندگی کے حق میں توبہ اور آنے والی زندگی کے حق میں

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

ایک طرح کا عہد و پیمان اور وعدہ ہے۔

توبہ میں چار چیزیں ہوتی ہیں:

١ گناہ چھوڑنا: گناہ پر قائم اور باقی رہتے ہوئے توبہ نہیں ہوسکتی۔ جیسے: ایک آدمی نجاست کے گڑھے میں پڑا ہوا ہے اور وہ پاک ہونا چاہتا ہے، تو اس کو یوں کہا جائے گا کہ باہر نکلو! وہ یوں کہے کہ میں تو اندر ہی رہتا ہوں، اب اندر رہتے ہوئے آپ اس کے اوپر ساری دُنیا کا پانی بھی بہادیں، تب بھی وہ پاک نہیں ہونے والا ہے؛ ایسے ہی توبہ کا حال ہے کہ اگر آپ توبہ کرنا چاہتے ہیں، تو پہلا کام یہ ہے کہ اُس گناہ کو ہمیشہ کے لیے چھوڑ دو؛ گویا گناہ کو چھوڑنا توبہ کی پہلی شرط ہے، گناہ پر قائم اور باقی رہتے ہوئے توبہ نہیں ہوسکتی۔ اسی لیے ہمارے بزرگوں نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی آدمی کسی ایسے گناہ میں مبتلا ہے جس کا چھوڑنا اُس کے لیے بہت مشکل ہے، تو کم سے کم درجے میں استغفار کی کثرت کرے، اس لیے کہ گناہ چھوڑے بغیر توبہ کرے گا تو توبہ نہیں ہوگی۔ استغفار کے ذریعے آدمی اللہ تعالیٰ سے معافی مانگتا ہے کہ اے اللہ! مجھے معاف کردے اور مجھ سے یہ گناہ چھڑوادے!

٢ ندامت: اب تک جو گناہ ہوئے، ان پر دِل سے ندامت اور پچھتاوا ہو کہ ہائے! میں نے کس بڑی ذات کی نافرمانی کی ہے۔ ندامت کا مطلب ہے: «تَأَلُّمُ الْقَلْبِ» (دِل میں ایک طرح کا درد اور دُکھ ہو اور یہ کیفیت ہو کہ ہائے میں نے کس بڑی ذات کی نافرمانی کی! اُس اللہ کی نافرمانی کی جس نے ہم کو پیدا کیا ہے! اس ذات کی جس نے ساری نعمتیں دی ہیں اور دے رہا ہے؟! اِسی درد کی کیفیت کا نام "ندامت" ہے۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

③ **آئندہ گناہ نہ کرنے کا پکّا عزم اور ارادہ:** "پختہ ارادے" کا مطلب یہ ہے کہ "مر جاؤں گا؛ لیکن گناہ نہیں کروں گا" ایسا پکّا عزم ہو۔ یہ تین چیزیں توبہ میں ضروری ہیں، چاہے بعد میں ہماری کمزوری کی وجہ سے– چوں کہ ہمارا دِل اور ہمارے ارادے کمزور ہیں اور اسی کمزوری کی وجہ سے– یا ہماری غفلت کی وجہ سے وہ کام دوبارہ ہوجائے، وہ دوسری بات ہے، اس سے توبہ پر کوئی اثر نہیں پڑتا، لیکن توبہ کرتے وقت ہی آپ کا دِل ڈانواں ڈول ہو، تو وہ توبہ "حقیقی توبہ" نہیں کہلائے گی، حقیقی توبہ کے لیے تو دِل میں پکّا عزم اور ارادہ ہونا ضروری ہے، بہر حال! یہ تین چیزیں تو ہر توبہ میں ضروری ہیں۔

④ **حقوق کی ادائیگی:** چوتھی شرط یہ ہے کہ اگر کوئی ایسا گناہ ہوا ہے، جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ یا بندوں میں سے کسی کا کوئی حق ضائع اور برباد ہوا ہے، تو اس کو بھی ادا کر دیا جائے؛ توبہ کی تکمیل کے لیے یہ چوتھی شرط ہے۔ [یہ کل چار شرطیں ہوئیں][1]

گناہ دو طرح کے ہوتے ہیں: بعض گناہ وہ ہیں جن میں کسی کا حق نہیں مارا جاتا، اس سے توبہ کرنے میں مذکورہ چار چیزوں میں سے پہلی تین چیزیں انجام دے دیں تو توبہ مکمل ہو گئی، مثلاً: کسی آدمی نے بدنگاہی کی یا شراب پی لی، تو اِن گناہوں کی وجہ سے کسی کا حق ضائع نہیں ہوا، اب اگر اِس گنہگار نے تین کام کر لیے: (۱) اس نے گناہ چھوڑ دیا (۲) ندامت و افسوس بھی ہوا اور (۳) آئندہ بدنگاہی نہ کرنے اور شراب نہ پینے کا پختہ ارادہ بھی کر لیا، تو توبہ مکمل ہوگئی۔

---

(۱) ریاض الصالحین (۱۴)، مدارج السالکین (۱/ ۲۸۰).

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

اور بعض گناہ وہ ہوتے ہیں جن کے نتیجے میں کسی کا حق بھی ضائع ہوا ہے، تو توبہ کے صحیح ہونے کے لیے پہلی تین چیزوں کے ساتھ چوتھی چیز بھی ضروری ہوگی کہ ضائع شدہ حق ادا کر دیا جائے۔ مثلاً: کسی نے چوری کی، یا کسی کو مارا پیٹا، یا اَور کوئی حق ضائع کیا؛ تو توبہ صحیح ہونے کے لیے پہلے تین امور کے ساتھ حق دار کا حق بھی ادا کرنا ضروری ہوگا۔ یعنی جس کی چوری کی ہے اُس کا مال واپس کر دیا جائے، اور جس کو مارا ہے اُس سے معافی تلافی کر لی جائے، اور صاحبِ حق کا حق ادا کر دیا جائے، اِس کے بغیر توبہ صحیح نہیں ہوگی۔

عام فہم مثال سے وضاحت

آپ کے گھر میں بجلی کا کنکشن ہے، آپ نے "بِل" ادا نہیں کیا، جس کی وجہ سے الیکٹرک بورڈ والوں نے کنکشن کاٹ دیا، اب آپ درخواست دے رہے ہیں، معافی بھی مانگ رہے ہیں کہ "میری بھول ہوگئی، آئندہ ایسا نہیں کروں گا، دوبارہ مجھے کنکشن دے دو۔" اگر وہ آپ کی معافی مان بھی لیں تب بھی بجلی استعمال کرنے کی وجہ سے جو بِل باقی ہے، وہ تو ادا کرنا ہی پڑے گا، وہ معاف ہونے والا نہیں، اگر کسی درجہ میں رعایت کی بھی تو زیادہ سے زیادہ جُرمانہ (پینلٹی) معاف کریں گے، بِل کی اصل رقم تو دینی ہی پڑے گی، یہی حال توبہ کا بھی ہے، یعنی توبہ اُس وقت قبول ہوگی جبکہ حق داروں کے حقوق ادا کر دیے جائیں۔

حقوق کی قسمیں

ہم سے ضائع ہونے والے حقوق دو (۲) طرح کے ہیں:

(۱) اللہ تعالیٰ کے حقوق (۲) بندوں کے حقوق۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

باقی نمازیں قضا کرنے کا طریقہ

اللہ تعالیٰ کے حقوق میں سے ایک نماز ہے۔ آدمی جب سے بالغ ہوتا ہے، اس پر نماز فرض ہوجاتی ہے، غسل کی حاجت ہو یا پندرہ سال کی عمر پوری ہو، تو آدمی بالغ کہلاتا ہے۔(۱) بالغ ہوتے ہی اُس پر نماز، روزے اور شریعت کے احکام لاگو ہوجاتے ہیں، اسی کو کہتے ہیں کہ "شریعت کا مکلّف ہوجاتا ہے"؛ یعنی شریعت نے جو اَحکام دیے ہیں، اُن احکام کو بجا لانے کی تکلیف اُس پر آجاتی ہے، اس لیے کہ نماز پڑھنے میں بھی تھوڑی بہت تکلیف تو ہوتی ہی ہے، اسی طرح شریعت کے دیگر احکام کو بجالانا بھی آدمی کے لیے مشقت کا باعث ہے۔ اسی کو فقہاء "تکلیفِ شرعی" سے تعبیر کرتے ہیں۔(۲) یعنی اللہ تعالیٰ کے دیے ہوئے وہ احکام جن کی ادائیگی آدمی کے لیے مشقت کا باعث ہے۔ مکلّف کا مطلب بھی یہی ہے، جب تک بچّہ ہے، تب تک وہ مکلّف نہیں ہے، بالغ ہوتے ہی "تکلیفِ شرعی" اُس پر آگئی، خیر! آپ جب سے بالغ ہوئے ہیں، آپ پر بھی نمازیں فرض ہوچکی ہیں۔

آپ ایسے ماحول میں رہے، ایسے ماں باپ کے گھر پیدا ہوئے جہاں آپ کی اچھی تربیت ہوئی اور بچپن ہی سے آپ کو نماز کی پابندی کرائی گئی، اور آج تک تمام نمازیں پابندی سے ادا کرتے چلے آرہے ہیں، اور آپ کی ایک بھی نماز فوت نہیں ہوئی، تو الحمد للہ! ثم الحمد للہ۔ ایسے بندے بڑے مبارک ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے ایسا ماحول، ایسے ماں باپ اور ایسی تربیت دی، یہ اُن کے لیے بڑی سعادت کی بات ہے۔ اگر آپ کی کوئی نماز چھوٹی ہے اور

---

(۱) بدائع الصنائع (۷/۱۷۱).

(۲) التجريد للقدوري (۷/۳۱۵۵)، احکام القرآن للجصاص (۱/۲۲۵)، مجموع الفتاویٰ (۱۰/۳۴۴).

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

آپ نے اُس کی قضا کرلی، تو بھی بہت اچھا! لیکن اگر نمازیں چُھوٹی ہیں اور اب تک اُن کے قضا کرنے کی نوبت نہیں آئی، تو یہاں سے جانے کے بعد تنہائی میں بیٹھ کر سوچو اور غور کرو کہ آج تک ہماری کتنی نمازیں چُھوٹیں؟

مسئلہ: ایک بات یاد رہے کہ صرف فرض اور واجب نمازوں کی قضا کی جائے گی، نوافل اور سنتوں کی قضا نہیں کی جائے گی۔[1] ویسے وقت میں جب ہم نماز پڑھتے ہیں تو فرض کے ساتھ سنتیں بھی پڑھتے ہیں، مثلاً: فجر کی فرض دو رکعت سے پہلے دو رکعت سنت، اور ظہر کی چار رکعت فرض سے پہلے چار رکعت سنتیں پڑھتے ہیں۔ لیکن قضا کرتے وقت صرف فجر کی دو فرض، ظہر کی چار فرض، عصر کی چار فرض، مغرب کی تین فرض، عشاء کی چار فرض اور وتر کی تین واجب ہوگی۔

اب چھوٹی ہوئی نمازوں کی قضا کرنی ہے؛ لیکن قضا شروع کرنے سے پہلے یہ طے کرلینے کی ضرورت ہے کہ میرے ذمے کتنی نمازیں باقی ہیں؟ یہ طے کیے بغیر پوری طرح بات قابو میں نہیں آئے گی۔

سوچنے کا طریقہ

چھوٹی ہوئی نمازوں کی تعداد صحیح طور پر معلوم نہیں کہ کتنی نمازیں چھوٹی ہوئی ہیں؟ اب اِس طور پر اندازہ لگایا جائے گا کہ مثلاً اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے بیس سال کی عمر میں نماز کی توفیق دی، پندرہ سے لے کر بیس سال تک؛ کل پانچ سال تو مسلسل ایسے گذرے کہ جس میں ہم نے کوئی نماز نہیں پڑھی؛ لہٰذا ڈائری میں نوٹ کرلو کہ پانچ سال کی نمازیں میرے ذمے باقی

(۱) البحر الرائق (۲/۱۴۱)، الدر المختار وحاشیة ابن عابدین (۲/۶۶).

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

ہے، پھر بیس سال کی عمر سے نماز شروع کردی، اِس وقت عمر تیس سال ہے، اِس دس سال کے عرصے میں ہماری نمازیں کبھی کبھار چھوٹتی رہیں اور اُن کی تعداد معلوم نہیں، تو اِس کا اندازہ لگا کر نوٹ کرلیں گے۔

اندازہ لگانا آسان ہے؛ اِس لیے کہ عام طور پر ہر آدمی اپنی عادت سے بہ خوبی واقف ہوتا ہے، ہفتے کا پورا ٹائم ٹیبل معلوم ہوتا ہے، مثلاً: ہمیں اچھی طرح معلوم ہے کہ ہر ہفتہ سنیچر کے دن فجر کے لیے تو اُٹھتے ہیں، اور ظہر بھی پڑھ لیتے ہیں؛ البتہ چار بجے اہل وعیال کے ساتھ گاڑی لے کر تفریح کے لیے ساحل پر یا کسی پارک میں چلے جاتے ہیں، جس کی وجہ سے عصر، مغرب اور عشاء کی نمازیں تفریح کی نذر ہوجاتی ہیں، پھر دوسرے دن اتوار ہے، چوں کہ اُس دن دوکان پر تو جانا نہیں اس لیے دوستوں کے ساتھ آدھی رات تک بیٹھے رہتے ہیں، جس کی وجہ سے فجر کی نماز قضا ہوجاتی ہے۔ اور بدھ کا روز کلب کے لیے مخصوص ہے، اور دوستوں کے ساتھ بیٹھے رہنے کی وجہ سے ظہر کی نماز چھوٹ جاتی ہے۔

خلاصہ یہ کہ ہفتہ بھر میں کون کون سی نمازیں چھوٹتی ہیں وہ عموماً ہمیں معلوم ہوتا ہے، اب اِن چھوٹی ہوئی نمازوں کی قضا کرنی ہے تو اِس کا حساب لگاؤ کہ بیس سال کی عمر میں نماز شروع کی تھی، اور آج تیس سال کی عمر ہوئی ہے؛ چناں چہ ہم نے اندازہ لگایا کہ سنیچر کے روز تین نمازیں: عصر، مغرب اور عشاء، اتوار کے روز فجر اور بدھ کے دن ظہر کی نماز قضا ہوتی ہے۔ گویا ہفتہ بھر میں ایک فجر، ایک ظہر، ایک عصر، ایک مغرب اور ایک عشاء کی قضا ہوئی، کُل دس سال کی قضا کرنی ہے اور ایک سال کے باون (۵۲) ہفتے ہوتے ہیں؛ اِس لیے دس سالوں کے پانچ سو بیس (۵۲۰) ہفتے ہوئے، تو ۵۲۰ رفجر کی نمازیں، اِتنی ہی ظہر کی، اتنی ہی عصر، مغرب

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

اورعشاء کی نمازیں قضا ہوئی ہیں، جن کا کُل میزان (۵۲۰×۵) ۲۶۰۰ /ہے، گویا ہمارے ذمے کل ۲۶۰۰ /نمازیں باقی ہیں۔

اگر ہر نماز ہفتے میں دو-دو چھوٹی ہیں، تو دوگنا (ڈبل) کرلیجیے؛ اِس حساب سے دس سال کی کُل (۲۶۰۰×۲) ۵۲۰۰ /نمازیں قضا کرنی ہوں گی، اور اگر تین چھوٹی ہیں، تو تین گنا کر دیجیے، اِس حساب سے دس سال کی کُل (۲۶۰۰×۳) ۷۸۰۰ /نمازیں قضا کرنی ہوں گی۔ اِس کو ڈائری میں تاریخ کے ساتھ نوٹ کرلیجیے، مثلاً: ۲۳ دسمبر سے قضا کرنا شروع کیا۔

اِس طرح سے قضا کرنے کی صورت میں بہ آسانی حساب ہو سکے گا، اگر اندازہ لگائے بغیر اور ڈائری میں نوٹ کیے بغیر قضا شروع کردی، تو نفس ہمیں دھوکہ دے گا اور سمجھائے گا کہ تُو مسلسل چھ مہینے سے قضا کر رہا ہے، اب تو پوری ہوگئی ہوگی، آخر تیری کتنی نمازیں چھوٹی ہیں؟ بس اب تو سب قضا نمازیں پوری ہوگئیں! یہ نفس کا دھوکہ ہے۔ ہم نفس کے دھوکہ میں آکر مطمئن ہو بیٹھیں گے کہ ہمارے ذمے کوئی نماز باقی نہیں؛ حالاں کہ حقیقت میں ہمارے ذمے اَور بھی نمازیں باقی ہیں۔ اور اگر ہم نے پہلے سے نوٹ کرلیا ہے تو ڈائری نکال کر نفس کو بتائیں گے کہ تُو کہتا ہے کہ چھ مہینے سے قضا کر رہا ہے، اِس لیے قضا پوری ہوگئ؛ لیکن ہم نے ڈائری میں لکھ رکھا ہے کہ پانچ سال کی نمازیں مسلسل چھوٹی ہیں؛ اِس لیے پانچ سال تک روزانہ ایک ایک دن کی پڑھتا رہوں گا تب وہ پوری ہوگی، ابھی تو وہ مکمل نہیں ہوئی۔

اِسی لیے پہلے سے یہ طے کرنا پڑتا ہے کہ کتنی نمازیں چھوٹی ہیں، جو بھی طے کرو، اس کو ڈائری میں نوٹ کرلو، اور اُسی وقت سے اس کی قضا کرنا شروع کردو، قضا سے متعلق کوئی مسئلہ پوچھنا ہو، تو مفتیوں سے پوچھ لو۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

باقی روزوں کی قضا کا طریقہ

اسی طریقے سے جب سے آپ بالغ ہوئے، آپ پر رمضان کے روزے بھی فرض ہو چکے، اب اگر بالغ ہونے کے بعد سے کسی بھی رمضان کا کوئی بھی روزہ آپ کا نہیں چھوٹا ، آپ کو اچھا ماحول ملا، اچھے ماں باپ ملے، ان کی اچھی تربیت کے نتیجے میں بچپن ہی سے آپ کو روزہ رکھنے کی عادت ہوگئی، جس کی وجہ سے آج تک کے تمام روزے آپ نے پورے پورے ادا کیے ہیں، تو الحمد للہ! یا کوئی روزہ چُھوٹا تھا اور آپ نے اس کی قضا کرلی، تب بھی بہت اچھا! لیکن اگر روزے چُھوٹے اور اب تک قضا کرنے کی نوبت نہیں آئی، تو کتنے چُھوٹے ہیں، اب اس کو آپ کو طے کرنا ہے۔

آج کل تو یہ حال ہے کہ بڑے کڑے نوجوان ہونے کے باوجود جب اُن سے رمضان میں پوچھا جاتا ہے کہ روزہ ہے؟ تو وہ منع کرتے ہیں، مجھے تو اُن پر حیرت ہوتی ہے، ہم نے تو کبھی سوچا بھی نہیں تھا کہ کوئی مسلمان رمضان کا روزہ چھوڑ سکتا ہے، لیکن اب جو حال ہوگیا ہے، اللہ حفاظت فرمائے! یہ محض اللہ کی توفیق پر ہے: «ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَن يَّشَاءُ»

رمضان کے روزوں کا اندازہ

اس کے سوچنے کا طریقہ بھی آسان ہے۔ مثلاً: آج تیس سال کی عمر ہے، اور ہر سال چار روزے چھوٹتے تھے، تو بالغ ہونے سے لے کر اب تک پندرہ سالوں کے روزوں کا کل میزان (۱۵×۴) ۶۰ رہوا۔ نماز کے بعد روزوں کے متعلق سوچو اور جتنے بھی روزے آپ سوچ کر طے کریں، اس کو ڈائری میں نوٹ کرلو، اور اس کے بعد سے فوراً اس کی قضا کرنا شروع کردو۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

باقی زکوٰۃ، صدقۂ فطر اور قربانی کی ادائیگی

اللہ تبارک وتعالیٰ نے ایک خاص مقدار میں-جس کو شریعت کی اصطلاح میں "نصاب" کہتے ہیں، اس کے بہ قدر- مال ودولت دی، جس کی وجہ سے آپ پر زکوٰۃ فرض ہوئی، قربانی واجب ہوئی، صدقۃ الفطر واجب ہوا،[1] اور اگر یہ تینوں چیزیں برابر پابندی سے ادا کرتے چلے آرہے ہیں، تو الحمد للہ! اور اگر اِن کی ادائیگی میں غفلت ہوئی ہے، مثلاً: وراثت میں سونا ملا، یا پیسے ملے، یا اور کوئی ایسی چیز ملی جس پر زکوٰۃ آتی ہے، تو سال پورا ہونے پر اُس میں زکوٰۃ فرض ہوجاتی ہے۔

اب اُس کے پاس یہ مال دَس سال سے پڑا ہوا ہے، لیکن زکوٰۃ ادا کرنے کی توفیق ہی نہیں ہوئی، اب آج جب بیعت ہوا اور توبہ کی اور اُس کو پتہ چلا کہ اِتنے سالوں سے جو مال اُس کے پاس پڑا ہوا ہے، اُس کی زکوٰۃ بھی ادا کرنی ہے، تو یہ مسئلہ آپ خود سے طے مت کرو، بلکہ کسی ماہر، تجربہ کار، پُرانے مفتی کے پاس جاکر اس کو اپنی مالی پوزیشن بتلاؤ کہ میرے پاس اِتنا مال، اِتنا سونا، اِتنی چاندی، اِتنا نقد روپیہ، اِتنا تجارت کا مال اِتنے سالوں سے ہے اور اب تک میں نے زکوٰۃ نہیں دی، قربانی نہیں کی، صدقۃ الفطر نہیں دیا، میں کیا کروں؟ وہ مفتی آپ کو حساب کر کے بتلادیں گے کہ اِتنا مال آپ زکوٰۃ میں، اِتنا قربانی کے بدلے میں اور اِتنا صدقۃ الفطر کے بدلے میں ادا کیجیے۔

اگر خود مفتی ہو، تب بھی اِس معاملے میں اپنی ذات پر اعتماد مت کرو، بلکہ کسی مفتی کے پاس جاکر اس سے مشورہ کر کے حکم معلوم کرو، جیسے: کوئی ڈاکٹر جب بیمار ہوتا ہے، تو خود اپنا

---

(1) بدایۃ المجتہد لابن رشد (۲۵۴/۱).

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

علاج نہیں کرتا، بلکہ دوسرے ڈاکٹروں سے مشورہ کر کے اپنا علاج کرتا ہے، ایسے ہی یہاں بھی۔

اللہ تعالیٰ کے فریضوں میں سے ایک فریضہ حج بھی ہے، اگر آپ کے پاس اِتنا مال ہے کہ آپ اپنے ماتحتوں کا نفقہ دے کر حج کے دِنوں میں مکہ مکرمہ جا کر حج ادا کر سکتے ہیں، لیکن اب تک ادا نہیں کیا ہے، تو اس کو بھی ادا کرلو۔ اللہ کے یہاں ایسا نہیں ہے کہ کوئی فرشتہ آ کر آپ سے کہے کہ یہ یہ حقوق باقی ہیں، ان کو ادا کرو! بلکہ آپ کو خود ہی ادا کرنے ہیں، نہیں کریں گے تو بھگتنا پڑے گا۔ خیر! یہ تو اللہ تبارک وتعالیٰ کے حقوق ہوئے، ان میں سے جو ہم سے ضائع ہوئے ہیں (یعنی ادا نہیں ہوئے ہیں) اُن کو ادا کرنے کی فکر اور کوشش کرنی ہے۔

بندوں کے باقی حقوق ادا کرنے کا طریقہ

بندوں کے حقوق دو طرح کے ہیں: جانی اور مالی: "جانی" کا مطلب یہ ہے کہ کسی کو مارا، پیٹا، (یعنی ایسی تکلیف پہنچائی جس کا اثر سامنے والے کے جسم پر ہوا) یا ایسی کوئی تکلیف پہنچائی جس کا اثر جسم پر تو نہ ہوا لیکن ذہن پر ہوا؛ جیسے: تہمت لگانا، غیبت کرنا، گالیاں دینا، کسی کو بے عزت اور بے آبرو کرنا، بہتان باندھنا وغیرہ۔

ایسی کوئی بھی جسمانی اور ذہنی تکلیف پہنچائی، تو جس کو بھی تکلیف پہنچائی ہے، جب تک کہ وہ خود معاف نہ کرے، وہاں تک معاف نہیں ہوتا، ہم اللہ تعالیٰ کے حضور کتنا ہی روئیں، گڑگڑائیں، اللہ تعالیٰ سے عرض کریں کہ اے اللہ! میں نے تو تیرے بندوں کو بہت ستایا ہے، مجھے معاف کردے! تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھی جواب مل چکا ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم کو بتلادیا ہے کہ بندوں کا حق جب تک کہ وہ بندہ معاف نہ کرے، وہاں تک اللہ تعالیٰ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

معاف نہیں کرتے۔ لہٰذا ان سب کو نوٹ کرو کہ کس کے ساتھ کیا کیا معاملہ کیا تھا۔

مثلاً: آپ کا بیس-تیس سال کا بیٹا ہے، مَیں نے اُس کی پٹائی کی، اب مَیں آپ کے پاس آ کر معافی مانگوں کہ آپ کے بیٹے کو مَیں نے مارا ہے؛ اِس لیے مجھے معاف کر دیجیے، تو آپ کہیں گے کہ بھائی! اُس کا معاملہ ہے، اُسی سے معافی مانگو، میرے پاس کیوں آئے ہو؟ اِسی طرح حقوق العباد کے معاملہ میں جب ہم اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے توبہ کریں گے، تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرمائیں گے کہ اُسی بندے سے معاملہ نمٹاؤ۔

مالی حقوق

بندوں کے مالی حقوق ضائع کرنے کا مطلب یہ ہے کہ مثلاً: کسی کے پاس سے ہم نے پیسے قرض کے طور پر لیے، یا چُرا لیے، یا چھین لیے، پارٹنر (Partner) تھا، چُپکے چُپکے لے کر کھاتے رہے، خیانت کرتے رہے، اس کو پتہ نہیں چلنے دیا، یا کسی کی کوئی چیز لی تھی، وہ ہم نے واپس نہیں کی، کسی کی کوئی چیز توڑ دی؛ ابّا کے ساتھ عموماً قرض لینے کی تو نوبت نہیں آتی، البتہ ابّا کی جیب اُن کی اجازت کے بغیر یہ سمجھ کر مار لی کہ ابّا ہی کے تو ہیں۔ ارے! ابّا کے ہیں تو کیا ہوا! بغیر اجازت کے لینا آپ کے لیے جائز نہیں ہے، اس لیے اس کو بھی نوٹ کرو۔

اسی طرح عام طور پر طلبہ کی آپس میں جب لڑائی ہوتی ہے، دشمنی ہوتی ہے، تو ساتھی کی کاپی وغیرہ پھاڑ کر پھینک دیتے ہیں، چپّل کاٹ کر پھینک دیتے ہیں اور حماقت کی وجہ سے خوش ہوتے ہیں کہ چلو! میں نے اس کو مزہ چکھایا، ارے بھائی! مزہ کیا چکھایا! آپ نے اپنے اوپر بہت بڑا بوجھ لے لیا ہے۔ یا کسی کی کوئی چیز استعمال کرنے کے لیے لی تھی، پھر واپس نہیں کی؛ قلم لیا تھا، واپس نہیں کیا، کتاب لی تھی، واپس نہیں دی، یا بہنوں اور دوسرے رشتے داروں کو

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

حقِ میراث نہ دیا، پڑوسی کے حقوق میں کوئی حق تلفی کی، یہ سب مالی حقوق ہیں۔ان سب کو ڈائری میں نوٹ کرو کہ کس کے ساتھ کیا معاملہ کیا تھا۔

آج تک جتنے بھی لوگوں کے ساتھ آپ کا تعلق رہا، اُٹھنا بیٹھنا رہا، ملنا، جُلنا رہا، معاملات رہے،اُن کی لِسٹ (List) بناؤ،سوچ کران کے نام کے ساتھ درج کرو کہ کس کے ساتھ کیا معاملہ ہوا تھا۔

باقی حقوق کی لسٹ بنانے کا طریقہ

اب آپ یوں کہیں گے کہ ہمیں تو یاد بھی نہیں ہے کہ کس کے کون سے حقوق کس وقت ضائع ہوئے ہیں! کس کو کتنا دینا ہے؟ کیا دینا ہے؟ تو اس کی ادائیگی کا طریقہ بھی آسان ہے۔ دنیا میں کروڑوں انسان بستے ہیں، ہمیں تمام سے تو کوئی واسطہ نہیں پڑتا، عام طور پر آدمی کا اُٹھنا بیٹھنا، ملنا، جُلنا جن لوگوں سے ہوتا ہے، وہ چار قسم کے ہیں۔

اُن میں سے ایک ہمارے رِشتے دار ہیں؛ جیسے ماں، باپ، بھائی، بہن، چچا، خالہ، پھوپھی، ماموں، ان کی اولادیں، یہ رشتے داروں کا ایک طبقہ ہے۔تو جن جن رشتے داروں کے ساتھ آپ کا ملنا، جُلنا، اُٹھنا بیٹھنا رہا، ان کے نام لکھو! ان میں سے بعض رشتے دار ایسے بھی ہوتے ہیں کہ ہم نے صرف ان کا نام سن رکھا ہے؛ آج تک ان کے ساتھ معاملات کی نوبت نہیں آئی۔ جیسے: آپ کا کوئی رشتہ دار امریکہ میں رہتا ہے، ابّا نے بتلایا کہ ہمارا فلاں بھائی وہاں رہتا ہے، اب ظاہر ہے کہ رشتے دار تو ہیں،لیکن آج تک ان کے ساتھ آپ کو کوئی معاملہ پیش نہیں آیا، اُٹھنے بیٹھنے کی نوبت نہیں آئی، تو ظاہر ہے کہ ان کا کوئی حق بھی نہیں ہوگا، تو بہر حال! جن جن رشتے داروں سے اُٹھنا بیٹھنا رہا، ان کے نام لکھو۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

پہلی لسٹ: پہلا نام ابّا کا لکھو؛ اس لیے کہ پیدا ہونے کے بعد سے ہی ان سے واسطہ پڑتا ہے، اس کے بعد امّاں کا، پھر بھائیوں کا، پھر بہنوں کا، اس کے بعد دوسرے وہ رشتے دار جن کے ساتھ آپ کا اُٹھنا بیٹھنا، ملنا، جُلنا اور تعلقات رہے، ان سب کے نام لکھو!

دوسری لسٹ: وہ لوگ جن کے ساتھ اُٹھنا بیٹھنا ہوتا ہے، وہ آپ کے دوست لوگ ہیں، آپ کا فرینڈ سرکل (Friend Circle)، حلقۂ احباب، جو پہلے دوست تھے، اب نہیں ہیں، اُن کے بھی نام لکھو، اور جو ہیں، اُن کے بھی نام لکھو، یہ دوسرا طبقہ اور دوسری جماعت ہے۔

تیسری لسٹ: محلّے اور بستی والے، ان سے بھی واسطہ پڑتا ہے، ایک محلّے میں رہتے ہیں، ایک بستی میں رہتے ہیں، کبھی ان سے بھی معاملہ پڑ جاتا ہے، ہر ایک کا نام لکھنے کی ضرورت نہیں ہے، جن جن محلّے اور بستی والوں سے آج تک آپ کو واسطہ پڑا، اُن کے ہی نام لکھو۔

چوتھی لسٹ: کاروباری لائن سے آپ کا جو تعلق ہے، مثلاً: آپ تجارت کرتے ہیں، تو تجارتی لائن سے جن سے تعلق رہا، یا آپ مدرّس ہیں، پڑھاتے ہیں، تو پڑھانے کی نسبت سے جو بچّے آپ کے پاس پڑھتے ہیں، آپ نے اُن کی پٹائی کی ہے، اُن کو طعنے دیے ہیں، اُن کو پریشان کیا ہے، یا آپ کسی جگہ ملازمت کرتے ہیں، تو اسٹاف کے جن لوگوں سے آپ کا واسطہ پڑا، یا آپ طلبہ ہیں، تو طلبہ ہونے کی وجہ سے پڑھنے میں آپ کے ساتھ جو ہم جماعت ہیں، یا دار الاقامہ میں کمرے میں ساتھ رہتے ہیں، یا آپ کے اساتذہ ہیں، یا مدرسے کے ملازمین ہیں، ان سے واسطہ پڑتا ہے، اِن سب کے ساتھ آپ کو پڑھنے کی نسبت سے واسطہ پڑا، تعلق پیدا ہوا، ان کے نام لکھو! تو یہ کل چار قسمیں ہوگئیں۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

اب یہ چاروں قسموں کی جب لِسٹ تیّار ہوگئی، تو مثلاً پہلی قسم میں پہلے ابّا کا نام ہے؛ ابّا کے متعلق سوچو کہ میں نے آج تک ان کو کتنی تکلیفیں پہنچائیں، اُن کا دِل دکھایا، ستایا، اُن کی نافرمانیاں کیں، جو یاد آوے، اُن کے نام کے ساتھ نوٹ کرو! پھر امّاں کا نام ہے، اُن کے متعلق بھی سوچو کہ اُن کو کتنا ستایا، کتنی تکلیفیں پہنچائیں، اُن کی نافرمانیاں کیں، پریشان کیا، سب نوٹ کرو، اسی طرح بھائی، بہن وغیرہ سب کے متعلق سوچ کر نوٹ کرو!

اسی طرح دوسرے جو تمہارے دوست کی لِسٹ ہے، اُن کو بھی اسی طرح نوٹ کرو، کسی کو مارا تھا، تو وہ اندر نوٹ کرو، کسی کو گالی دے رکھی ہے، تو اس کو نوٹ کرو، کسی کو تکلیفیں پہنچائی تھیں، ستایا تھا، پریشان کیا تھا، وہ اس کے اندر نوٹ کرو، اسی طرح جس کو ذہنی تکلیفیں پہنچائی تھیں، اسے بھی نوٹ کرو۔ پھر باقی قسم کے لوگ؛ مثلاً: محلّے اور بستی والے یا کاروباری لائن سے جن کے ساتھ تعلق رہا، سوچ کر جو یاد آوے، ان کے نام کے ساتھ نوٹ کرو!

اس طرح کرتے کرتے بندوں کے جانی اور مالی حقوق کی لِسٹ تیّار ہوجائے گی۔

معافی مانگنا بے عزّتی نہیں

اب اصل مرحلہ یہ ہے کہ ہر ایک کے پاس جانا ہے، اور جاکر جانی حقوق کے متعلق معافی مانگنی ہے کہ میں نے آپ کو تکلیف پہنچائی، اللہ واسطے مجھے معاف کردو، اور اگر بدلہ لینا چاہو، تو میں موجود ہوں، مجھ سے بدلہ لے لو؛ الغرض خوب گڑگڑا کر اُس سے معافی مانگ لو۔ اب اگر کوئی بڑا ہے، تو اس سے معافی مانگنے میں تو کوئی جھجک محسوس نہیں ہوتی، لیکن اگر کوئی اپنا چھوٹا ساتھی ہے، تو اُس سے معافی مانگنے میں دِل پر آرے چلتے ہیں، حالانکہ اِس میں بھی کوئی شرمانے کی ضرورت نہیں ہے۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

نفس کو بھاری معلوم ہوگا، آپ کا نفس یوں کہے گا: ارے! تم اُس کے پاس معافی مانگنے جاؤ گے! یہ تو تمہاری بڑی بے عزّتی اور بڑی اِنسلٹ (Insult) ہے! ہمارا نفس ہمیں معافی نہیں مانگنے دے گا، یہ نفس کا دھوکا ہے۔

ایسے موقع پر ہمیں یہ سوچنا چاہیے کہ اگر ہم نے یہاں معاف نہیں کرایا، تو یہی معاملہ پھر آخرت میں پیش ہوگا اور وہاں یہی شخص -جس کو ہم چھوٹا یا دشمن سمجھتے ہیں- ہماری ساری نیکیاں لے جائے گا۔ اس لیے یہاں آسان ہے، ہمارا بڑے سے بڑا دشمن بھی کیوں نہ ہو، اگر ہم اُس کے پاس جا کر گڑگڑا کر معافی مانگیں گے، تو اللہ اُس کے دِل میں رحم ڈال ہی دیں گے اور وہ معاف کر ہی دے گا، اگر چہ یہ بہ ظاہر ایک بے عزّتی سی معلوم ہوتی ہے، لیکن یہ کوئی بے عزّتی نہیں ہے۔ آخرت میں معاملہ ٹرانسفر ہونے سے پہلے یہاں معاف کروالو۔

اگر ابّا کی جیب میں سے اُن کی اجازت کے بغیر پیسے نکالے ہیں، تو وہ بھی دُنیا ہی میں معاف کروالو! بہت آسان ہے، آپ کے معافی مانگنے پر آپ کے ابّا کیا کہیں گے؟ یہی کہیں گے کہ جا بیٹا جا! تیرے لیے ہی تو دوڑ دھوپ کر کے پیسے کماتا تھا، تُو نے لے لیے تو کیا ہوا! لیکن اگر آپ نے معافی نہیں مانگی اور میدانِ حشر میں معاملہ پیش ہوگیا، آپ کے نامۂ اعمال میں یہ لکھا ہوا ملا کہ فلاں تاریخ کو فلاں وقت آپ نے اپنے ابّا کی جیب سے پانچ سو روپے اُن کی اجازت کے بغیر نکالے تھے اور آپ کے ابّا سے فرشتے پوچھیں گے کہ کیا آپ معاف کرتے ہو؟ تو آپ کے ابّا کہیں گے کہ نہیں! مجھے تو بدلہ چاہیے، اب اگر آپ وہاں اپنے ابّا سے یہ کہیں کہ ابّا! آپ تو مجھ سے بڑی محبت کرتے تھے، میں تو آپ کا بڑا لاڈلا تھا، معاف کردیجیے! تو آپ کے ابّا کہیں گے کہ یہ سب تو دُنیا میں تھا، آج تو مجھے بدلہ چاہیے۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

اسی کا قرآن کریم میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے نقشہ کھینچا ہے: ﴿يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ أَخِيهِ ﴿٣٤﴾ وَأُمِّهِ وَأَبِيهِ ﴿٣٥﴾ وَصَاحِبَتِهِ وَبَنِيهِ ﴿٣٦﴾﴾[1] اُس دِن ہر آدمی اپنے قریبی رِشتے دار کو دیکھ کر بھاگے گا کہ کہیں کوئی اُس سے کسی چیز کا مطالبہ اور ڈمانڈ (Demand) نہ کر لے۔

بہر حال! یہ سب معاملات یہاں صاف کر لینا آسان ہے، اگر چہ ہمارے نفس کے غرور، کبر اور شرارت کی وجہ سے ہمیں یہ بھاری معلوم ہوتا ہے، لیکن عملی طور پر بہت آسان ہے، آپ کا بڑے سے بڑا مخالف ہو، آپ اُس کے گھر جا کر دروازہ کھٹکھٹائیں گے، وہ اندر سے دیکھے گا کہ آپ آئے ہیں، اب اگر وہ ایک مرتبہ نہیں کھولے گا، تو دو تین بار جانے کے بعد تو ضرور کھول دے گا، آپ سے پوچھے گا کہ کیا ہوا؟ آپ اُس سے کہیں گے کہ کچھ بات کرنی ہے، وہ آپ کو اندر لے جائے گا، آپ اُس سے تفصیلی بات کریں گے کہ فلاں مسئلے میں ہمارا معاملہ ہوا تھا، اُس میں میں نے تمہیں تکلیف پہنچائی تھی، اللہ کے واسطے مجھے معاف کر دو، کوئی بھی بڑے سے بڑا آدمی ہو، ایسے موقع پر اُس کا دِل پسیج ہی جاتا ہے، معاف کر ہی دیتا ہے؛ اور اگر معاف نہ کرے، تو دوبارہ جاؤ، سہ بارہ جاؤ!

کسی کے پاس آپ کے سو روپے نکلتے ہوں، تو لینے کے لیے جائیں گے نا! اگر وہ نہ دے تو چھوڑ دیں گے یا دو بار، تین بار جائیں گے؟ ظاہر ہے جاتے رہیں گے، جب تک کہ وہ نہیں دے گا اُس کا پیچھا نہیں چھوڑیں گے۔ یہاں بھی جب تک کہ معاملہ صاف نہ ہو، کوشش کرتے رہو۔ بہر حال! کہنے کا حاصل یہ ہے کہ معافی مانگنے میں آپ کو ہمت سے کام لینا ہے، نفس اور شیطان کے بہکاوے میں نہیں آنا ہے۔

---

(۱) عبس (۳۴-۳۶).

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

میں نے آخرت میں کیس ٹرانسفر ہونے کی جو بات کہی، وہ بہ طورِ مثال کہی، ورنہ اصل مسئلہ تو یہ ہے کہ اگر کسی کا کچھ مال آپ کے ذمّے باقی ہو اور آپ اُس کی زندگی میں اُس کو ادا نہ کریں، تو اُس کے مرنے کے بعد اُس کے ورثاء کو بھی ادا کرنے سے وہ ادا ہو جائے گا، ہاں! البتہ جانی حقوق میں ایسا نہیں ہو سکتا، وہ تو جس کا حق ہے، اُسی کے معاف کرنے یا بدلہ لینے سے ادا ہوگا۔

اور مالی حقوق جو جو بھی باقی ہیں، وہ لے کر جاؤ، اُس کی خدمت میں پیش کرو کہ آپ کا یہ مالی حق اِتنی مدّت سے میرے اوپر تھا، میں غفلت کا شکار رہا، آج تک میں نے اس کو ادا نہیں کیا، میری اس غلطی کو معاف کرو اور یہ لے لو۔ اس طرح اس کا معاملہ صاف کرلو! یہ مالی حقوق ہوئے۔ اس طرح بندوں کے جانی اور مالی حقوق؛ سب ادا کرلوگے، تو آپ کی توبہ مکمل ہوگی۔ ابھی جو توبہ ہوئی ہے؛ خالی زبانی ہوئی ہے، حقیقی توبہ نہیں ہے، حقیقی توبہ اُسی وقت ہوگی کہ اللہ کے اور بندوں کے یہ سارے حقوق ادا کر دیے جائیں، اِسی کا نام "تکمیلِ توبہ" ہے، تکمیلِ توبہ کے بغیر معاملہ بنتا نہیں ہے۔

بندوں کے حقوق میں کوئی کوتاہی نہ ہو

بندوں کے حقوق: مثلاً: جن لوگوں کا خرچہ/نفقہ آپ پر واجب ہے، جیسے: بیوی بچّوں کا، ماں باپ کا اگر وہ ضرورت مند ہیں، وہ بھی ادا کرو۔ بیوی ایک ایسی ذات ہے کہ اُس کا نفقہ اللہ تعالیٰ نے شوہر کے ذمّے رکھا ہے، شوہر کے پاس چند روپے ہوں اور اُس کی بیوی کروڑ پتی ہو، تو بھی اُس کا نفقہ شوہر پر واجب ہے، اُس کے علاوہ دیگر رِشتے داروں کا مسئلہ یہ ہے کہ اگر اُن کا اَپنا ذاتی کوئی مال ہو، تب تو اس کا نفقہ آپ کے ذمّے واجب نہیں ہے۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

مثلاً: آپ کے ماں باپ ہیں، اُن کے پاس اُن کا ذاتی مال ہے، تو اُن کا نفقہ اُن کے اوپر ہے، آپ پر نہیں، بہرحال! بندوں کے مالی حقوق میں ایک تو بیوی بچّوں اور ماں باپ کا نفقہ ہے، جو آپ کے ذمّے واجب ہوتا ہے، ان کے علاوہ دوسرے رِشتے داروں کا نفقہ بھی کسی کسی صورت میں آپ کے ذمّے آتا ہے، جس کی تفصیل فقہاء اور علماء سے آپ معلوم کر سکتے ہیں، تو ان کے ادا کرنے کی فکر کریں۔

دوسری بات: ہمیں زندگی اِس طرح گزارنی ہے کہ ہماری ذات سے کسی آدمی کو ادنیٰ تکلیف بھی نہیں پہنچنی چاہیے، یہاں تک کہ جانوروں کو بھی نہیں؛ کتّے کو بھی تکلیف نہیں پہنچنی چاہیے۔ بعض لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ چلتے ہوئے جارہے ہیں، کتّا بیٹھا ہے، ڈھیلا لے کر ماردیں گے۔ بھئی! اس بے چارے نے تمہارا کیا قصور کیا تھا؟ اللہ کی مخلوق اللہ کی زمین پر بیٹھی ہوئی ہے، اس نے تمہارا کیا بگاڑا؟ یہ جو بلا وجہ مارنے کی حرکت کی ہے، یہ بڑی خطرناک ہے۔

حدیث میں آتا ہے کہ کل کو قیامت میں اللہ تبارک وتعالیٰ ظالم اور مظلوم کے درمیان انصاف کریں گے۔ اگر سینگ والی بکری نے بغیر سینگ والی بکری کو مارا تھا، تو قیامت کے روز اللہ تعالیٰ سینگ والی بکری کا سینگ نکال دیں گے- اللہ اس پر قادر ہے- اور بغیر سینگ والی بکری کو سینگ لگا کر کہیں گے کہ تم مار کر بدلہ لے لو۔ یہ کس کے ساتھ کیا گیا؟ جانوروں کے ساتھ! حالانکہ جانور شریعت کے احکام کے مکلّف نہیں ہیں، ان کے لیے شریعت نہیں آئی، لیکن انصاف کے معاملے میں اللہ تعالیٰ سب کے ساتھ انصاف والا معاملہ کریں گے، تو جب جانوروں کو نہیں چھوڑا، تو ہم اور آپ نے اگر کسی کو تکلیف پہنچائی ہے، کسی کو ستایا ہے، کسی کو پریشان کیا ہے، تو کیا اللہ میاں ہم کو چھوڑ دیں گے؟ نہیں! بدلہ دلوائیں گے۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

اللہ تعالیٰ آخرت میں بندوں کے حقوق کا بدلہ کس طرح دلوائیں گے؟

ہمارا بدلہ کس طرح دلوائیں گے؟ اس طرح کہ دنیا میں گالی دی تھی، تو وہاں گالی دلوادیں؟ طمانچہ مارا تھا، تو ہم کو طمانچہ لگوادیں؟ نہیں ! بلکہ وہاں انسانوں کے ساتھ بدلہ دلوانے کی کیفیت کچھ اور ہوگی۔

مسلم شریف میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک مرتبہ حضراتِ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سے پوچھا کہ تم مفلس کس کو کہتے ہو؟ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا کہ اللہ کے رسول! جس کے پاس دینار ودرہم نہ ہوں، مال نہ ہو، ہم تو اُس کو مفلس سمجھتے ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میری امّت کا مفلس وہ ہے جو قیامت کے روز بہت ساری نمازیں، روزے، حج اور زکوٰۃ لے کرآئے گا، یعنی عبادتیں اور اُن کا ثواب ڈھیر سارا: پہاڑوں جیسا لے کرآئے گا، لیکن کسی کو مارا تھا، کسی کو گالی دی تھی، کسی پر تہمت لگائی تھی، کسی کو ستایا تھا، کسی کی غیبت کی تھی، کسی کو طعنہ دیا تھا، کسی کو بے عزت کیا تھا، اللہ تعالیٰ اُس کے بدلے میں اُس کی نیکیاں اُس کو دے دیں گے۔

یہاں تک کہ ایک وقت آئے گا کہ سب کو نیکیاں دیتے دیتے، چُکاتے چُکاتے ساری نیکیاں ختم ہو جائیں گی اور ابھی حساب بے باق نہیں ہوا، اَبھی کچھ لوگ ہیں جن کا حق ادا کرنا باقی ہے۔ اب نیکیاں تو رہی نہیں کہ اُن کو دی جائیں۔ تو اب دوسرا طریقہ اپنایا جائے گا، اُن کے گناہ اِس کے سَر پر ڈالے جائیں گے، اور اِس کے نتیجے میں وہ جہنم میں جائے گا، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت کا مفلس یہ شخص ہوگا۔ (۱)

---

(۱) صحیح مسلم (۲۴۱۸، ۲۵۸۱) ومسند أحمد (۸۰۲۹، ۸۴۱۴، ۸۸۴۲).

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

اللہ تعالیٰ ہم سب کی حفاظت فرمائے۔ یہ بڑے ندامت اور پچھتاوے کا مقام ہوگا کہ دنیا میں تو ہم نیکیاں کرتے رہے، غلط فہمی میں رہے اور لوگوں کے حقوق میں یہ سب چلا گیا۔

اس لیے نیکیاں کرنا تو آسان ہے، لیکن نیکیوں کو بچا کر رکھنا، اُن کی مرتے دم تک حفاظت کرنا، یہ بڑا مشکل ہے۔ ہم لوگ یہ تو دیکھتے رہتے ہیں کہ ہم نے اتنا قرآن پڑھا، اِتنی تسبیح پڑھی، یہ کیا، وہ کیا، لیکن فلاں کو گالی دی تھی، فلاں کو ستایا تھا، فلاں پر تہمت لگائی تھی، یہ ہمیں یاد نہیں رہتا، جمع کھاتہ یاد رہتا ہے، اُدھار کھاتہ یاد نہیں رہتا، اس کے نتیجے میں پھر گڑ بڑ ہو جاتی ہے، اس لیے اِس کا بہت اہتمام کرنے کی ضرورت ہے۔

ہماری ذات سے کسی کو تکلیف نہ پہنچے

اللہ کے جو مخصوص بندے ہوتے ہیں وہ اپنی نیکیوں کو بچانے کا بڑا اہتمام کرتے ہیں، جب اُن کے پاس آپ دو گھنٹے بیٹھو گے، تو اُن دو گھنٹوں میں آپ کو کسی کی غیبت سننے کو نہیں ملے گی، یہ چیز اصل ہے، ہم اور آپ کیا دیکھتے ہیں؟ ظاہری اعمال! ہم یہ دیکھیں گے کہ یار! ہم نے تو اوّابین کی آٹھ رکعتیں پڑھیں، اور یہ بزرگ ہیں، انہوں نے تو دو ہی پڑھی، لیکن یہ آٹھ رکعت پڑھنے کے بعد ہم نے ان آٹھ کا کیا حشر کیا! وہ تو اللہ ہی بہتر جانتا ہے، اور انہوں نے دو پڑھ کر اس کو کیسا بچا کر رکھا، وہ بھی اللہ جانتا ہے، اس لیے اصل چیز یہی ہے کہ اپنی نیکیوں کی حفاظت کرو، لوگوں کے حقوق ضائع کر کے اپنی نیکیوں کو برباد مت کرو، کسی کو بھی ہماری ذات سے تکلیف نہ پہنچے؛ اس کا بہت اہتمام کرو! بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ جب تک کسی کو ستائیں گے نہیں، وہاں تک ان کا کھانا ہضم نہیں ہوتا، یہ بہت غلط طریقہ ہے، اِس سے اپنے آپ کو محفوظ رکھنے کی ضرورت ہے، اِس کی طرف توجہ کیجیے! بہر حال! کوشش

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

یہ ہو کہ ہماری ذات سے کسی کو تکلیف نہ پہنچے۔

معمولات کا اہتمام

پہلے ذکر کیا جا چکا ہے کہ بیعت کی حقیقت دو چیزیں ہیں: گذشتہ سے توبہ اور آئندہ کا عہد و پیمان؛ اب تک جو گذرا وہ گذشتہ کا معاملہ تھا، اور آئندہ پانچ (۵) معمولات کو اچھی طرح پورا کرنے کا اہتمام فرمائیں:

(۱) فرائض کی ادائیگی (۲) قرآن پاک کی تلاوت (۳) تسبیحات (۴) چالیس درود شریف اور چالیس استغفار (۵) الحزب الأعظم۔

(۱) فرائض کی ادائیگی: نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج، صدقۂ فطر اور قربانی کی ادائیگی کا اہتمام کیجیے، اِن میں خاص طور پر پانچ وقت کی نمازیں جماعت کے ساتھ پڑھنے کا اہتمام رکھیے؛ کیوں کہ یہ ہر روز ادا کی جانے والی عبادت ہے، اور عموماً اِس کی ادائیگی میں ہم سے زیادہ کوتاہی ہوتی ہے۔

تلاوتِ قرآن کی مقدار حفّاظ کے لیے

اِس کے علاوہ قرآنِ پاک کی تلاوت کا اہتمام ہونا چاہیے؛ آپ میں سے جو حافظ ہیں، وہ روزانہ کم سے کم تین پاروں کی تلاوت کریں، اور اگر آپ کو قرآن پختہ یاد ہے، تو پہلا، دوسرا، تیسرا، اِس طرح پڑھ سکتے ہیں، پھر کل چوتھا، پانچواں، چھٹا۔

اور اگر قرآن کچّا ہے، تو ایک پارے کو تین مرتبہ پڑھیے! آدھے پارے کو چھ مرتبہ پڑھیے! پاؤ پارے کو بارہ مرتبہ پڑھیے! جب پہلا قرآن ختم ہوگا- جس میں پاؤ پارے کو بارہ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

مرتبہ پڑھا تھا- وہ دیر میں ہوگا، لیکن اُس کے نتیجے میں آپ کی جو کمزوری تھی، وہ دُور ہوتی جائے گی، دھیرے دھیرے پختگی آئے گی، پھر ایک وقت وہ آئے گا کہ آپ چلتے، پھرتے، آسانی سے تین پارے پڑھ سکیں گے، یہ تو جو حافظ ہیں اُن کے لیے ہے۔

غیر حافظ کے لیے

جو حافظ نہیں ہیں، وہ کم سے کم ایک پارہ پڑھیں، یہ کم سے کم ہے، اگر آپ زیادہ پڑھتے ہیں، تو وہ سلسلہ جاری رکھیے، کل کو یہ مت کہنا کہ ہم تو روزانہ چار پارے پڑھتے تھے، جب بیعت ہوئے، تو ہم کو ایک پارہ پڑھنے کے لیے کہا، میرے سَر الزام مت ڈالنا، یہ تو کم سے کم مقدار ہے۔

اور جن کو قرآن پڑھنا نہیں آتا، اُن کو چاہیے کہ وہ سیکھنے کا اہتمام کریں، اور جب سیکھنے کا ارادہ کرلیں گے اور عمل شروع کردیں گے، تو ان شاء اللہ ایک دو سال میں قرآن پڑھنا بھی آجائے گا، آپ جس مسجد میں نماز پڑھتے ہیں، اُسی مسجد کے امام صاحب سے آپ درخواست کریں کہ وہ آپ کو قرآن پڑھنا سکھائیں، وہ منع نہیں کریں گے، اسی طرح آج کل تو "تعلیمِ بالغان" کے نام سے جگہ جگہ بڑی عمر والوں کو قرآن سکھلانے کا انتظام کیا جاتا ہے، وہاں سیکھ لیں، بعض لوگ کہتے ہیں کہ اَب میری عمر ہی کتنی رہی ہے! قرآن پورا تھوڑی ہوگا! ارے بھائی! آپ شروع تو کیجیے، اگر پورا نہیں بھی ہوا، تو کل کو اللہ پاک آپ کو اُن لوگوں کے ساتھ اُٹھائیں گے جن کا پورا ہوگیا ہوگا، خلاصہ یہ ہے کہ قرآن پڑھنا سیکھ لو!

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

تیسرا کلمہ صبح شام کم از کم سو بار

تسبیحات میں تین چیزیں ہیں: ایک تو تیسرا کلمہ ہے: «سُبْحَانَ اللهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَاللهُ أَكْبَرُ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ» آپ نے فضائل ذکر کی تعلیم سنی ہوگی، نبی کریم ﷺ نے بہت سارے کلمات کی فضیلت بتلائی، «سُبْحَانَ اللهِ» کی یہ فضیلت ہے، «الْحَمْدُ لِلّٰهِ» کی یہ فضیلت ہے، «لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ» کی یہ فضیلت ہے، «اللهُ أَكْبَرُ» کی یہ فضیلت ہے، «لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ» کی یہ ہے، یہ سارے کلمے اِس ایک میں جمع ہو گئے ہیں، ہمارے بزرگوں نے اسی لیے اس کو اختیار کیا ہے کہ یہ بڑا جامع کلمہ ہے۔

یہ اور اس کے علاوہ دوسرے کلمے جو ہمارے بزرگوں کے ترتیب دیے ہوئے ہیں؛ بہت سے غیر مقلّدین یہ اعتراض کرتے ہیں کہ یہ پہلا کلمہ، دوسرا کلمہ اور تیسرا کلمہ کون سی حدیث میں آیا ہے؟ انا للہ وانا الیہ راجعون! یہ بیوقوفی ہے، ہمیں دھوکہ دینے کے لیے وہ ایسی باتیں کرتے ہیں، اس لیے کہ حدیث میں یہ سارے کلمات آئے ہیں، ان کلمات کو یاد رکھنے کے لیے ہمارے بزرگوں نے ان کو ایک لڑی میں پِرو دیا، اسی کا نام "تیسرا کلمہ" رکھا، اب پورا تیسرا کلمہ آپ ایک ہی حدیث میں تلاش کرنے جائیں، تو آپ کو ملے یا نہ ملے؛ البتہ اس کلمے کے جتنے اجزاء ہیں، وہ تو آپ کو بے شمار حدیثوں میں ملیں گے۔ یہ جو ذہنی طور پر بگڑے ہوئے لوگ ہیں؛ ان کی صحبت سے اپنے آپ کو دُور رکھو، وہ خود بھی کچھ نہیں کرتے اور کرنے والوں کو بھی کرنے نہیں دیتے؛ بلکہ اُن کو بھی بگاڑتے ہیں۔ کہنے کا حاصل یہ ہے کہ یہ تیسرا کلمہ اس لیے ہمارے بزرگوں نے لیا ہے کہ حدیثِ پاک میں جن کلمات کی الگ الگ فضیلت

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

آئی ہے، وہ سب اِس میں آجاتے ہیں۔

ان کلمات میں اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء ہے، گویا اللہ تعالیٰ کا حق ادا کرنے کی ایک شکل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں پیدا کیا، وہی کھلاتا ہے، پلاتا ہے، اُسی کی نعمتیں ہم استعمال کرتے ہیں، تو قاعدے کے بات ہے کہ جس کا کھانا کھائیں، اُس کے گُن تو گانے ہی چاہییں۔ یہ کلمہ صبح بھی سو مرتبہ پڑھنا ہے، اور شام کو بھی، یہ بھی کم سے کم مقدار ہے، ویسے تو پہلے ہمارے اکابر تین سو (۳۰۰) کی تاکید کرتے تھے، اور کرنے والے تو شوق سے تین ہزار مرتبہ بھی پڑھتے تھے؛ اب زمانہ ایسا آگیا کہ لوگوں کو تین سو بھاری پڑتا ہے، اور سو بھی پورا کرکے نہیں دیتے۔

درود شریف کب؟ کتنا؟

دوسری چیز درود شریف ہے۔ نبی کریم ﷺ کے ہم پر بڑے احسانات ہیں، آپ کے صدقے میں اللہ تعالیٰ نے ہم کو ایمان کی توفیق عطا فرمائی، آپ ہی کے واسطے سے اللہ تعالیٰ نے ہمیں سارا دین عطا فرمایا، دین کی ساری برکتیں آپ ہی کے واسطے سے ہمیں حاصل ہوئیں، اب آپ کے بہت سارے حقوق ہیں، اُن میں سے ایک حق یہ بھی ہے کہ آپ پر درود بھیجنے کا اہتمام کیا جائے، اور اِس میں ہمارا فائدہ ہی فائدہ ہے، حضور ﷺ فرماتے ہیں: «مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ وَاحِدَةً، صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ عَشْرًا»[1] (جو شخص میرے اوپر کوئی ایک درود بھیجے گا، تو اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں بھیجیں گے) ایک درود بھیج کر دس رحمتیں حاصل کرنا؛ یہ تو

---

(۱) صحيح مسلم (۴۰۸)، سنن أبو داود (۱۵۳۰)، سنن الترمذي (۴۸۵)، سنن النسائي (۱۲۹۶)، سنن الدارمي (۱۲۹۶) ومسند أحمد (۸۸۵۴، ۸۸۸۲).

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

بڑے نفع کا سودا ہے۔ اِس لیے درود کا بھی اہتمام کیا جائے۔

ہمارا درود پڑھنا بھی دراصل اللہ سے درود بھیجنے کی درخواست ہے، گویا یہ درود شریف بھی حضور ﷺ کے حق کی ادائیگی کی ایک شکل ہے، اگر حضور ﷺ نہ کہتے تو بھی آپ کے احسانات کا تقاضا تھا کہ ہم آپ پر درود بھیجتے، چہ جائیکہ حضور ﷺ نے بھی ہمیں تاکید کی ہے، ایک حدیث میں آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ میرے اوپر درود بھیجو! اب اِتنے بڑے مُحسن کی طرف سے جب یہ کہا جارہا ہے، تو کون نانجار ہوگا جو اس پر عمل نہ کرے! فضائلِ درود شریف آپ نے سنی ہے، اُس میں درود شریف کے بے شمار فوائد ذکر کیے گئے ہیں، بعض اللہ کے بندے تو وہ ہیں جنہوں نے اپنی زندگی کا وظیفہ ہی درود شریف بنالیا، فرائض وواجبات کے علاوہ نفل کاموں میں صرف اِسی کو اَپنالیا۔ بہر حال! درود شریف کا بھی اہتمام کرنا چاہیے۔ یہ بھی صبح سو مرتبہ اور شام کو سو مرتبہ، دو ٹائم کھانا کھاتے ہیں نا! ایسے ہی یہ بھی رُوحانی غذا ہے۔

ویسے درود کے مختلف صیغے ہیں، جیسے چالیس درود ہیں۔ صیغے: یعنی حضور ﷺ کے بتائے ہوئے کلمات، جو حضور ﷺ نے مختلف حدیثوں میں بتلائے ہیں؛ جیسے: درودِ ابراہیم۔ ہم تو یہ سمجھتے ہیں کہ درودِ ابراہیم صرف وہی ہے جو ہم نماز میں پڑھتے ہیں، حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ درودِ ابراہیم کا مطلب یہ ہے کہ ہر وہ درود جس میں یہ عرض کیا گیا ہو کہ ”اے اللہ! آپ نے جس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام پر رحمت بھیجی، اسی طرح آپ ﷺ پر بھی رحمت بھیجیے“، تو چالیس درود میں بھی درود کے جو الگ الگ کلمات ہیں، وہ سب درودِ ابراہیم ہی ہیں، کوئی مختصر ہے، کوئی طویل ہے۔ درود کے صیغوں میں سب سے افضل درودِ ابراہیم

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

ہے اور حنفیہ کے یہاں درودِ ابراہیم کے صیغوں میں سب سے افضل وہ درود ہے جو ہم نماز میں پڑھتے ہیں۔ آپ چاہیں تو وہی پڑھ لیجیے، یا اس کے علاوہ کوئی دوسرا درودِ ابراہیم پڑھ لیجیے، درودِ ابراہیم کے علاوہ بھی کوئی اور درود پڑھ لیجیے، جس میں آپ کو آسانی ہو۔

ہمارا حال تو یہ ہے کہ ہم وہی درود اختیار کرتے ہیں جو سب سے چھوٹا ہو، یہ ہمارے نفس کی شرارت ہے، اگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ محبت ہوتی، تو ایسا نہ کرتے ؛ لیکن بہر حال ! پھر بھی اللہ کے یہاں قبول ہوجاتا ہے، یہ اللہ تعالیٰ کا کرم ہے۔

استغفار کی ضرورت، ایک مثال

تیسری چیز استغفار ہے۔ اُٹھتے، بیٹھتے، چلتے، پھرتے ہم سے چھوٹے بڑے گناہ تو ہو ہی جاتے ہیں، وہ سارے گناہ ہمارے نامۂ اعمال میں لکھے جاتے ہیں ؛ اب دیکھو ! ہم جمعہ کے روز غسل کرتے ہیں اور پھر اس کے بعد یا ایک دِن چھوڑ کر پھر غسل کرتے ہیں، اور دوسرے کپڑے بدلتے ہیں، کیونکہ ہمارے ان بدلے ہوئے کپڑوں کا ایک یا دو دن کے بعد گرد وغیرہ لگنے کی وجہ سے کیا حال ہوتا ہے؟ وہ ہم جانتے ہیں۔ اب کیا ہم ان کپڑوں کو ویسا ہی رہنے دیتے ہیں؟ نہیں ! بلکہ اُن کو نکال کر دھوتے ہیں، صاف کرتے ہیں ؛ خوشبو لگاتے ہیں، پھر دوبارہ استعمال میں لاتے ہیں۔ یہی حال قلب کا ہے، قلب پر بھی گناہوں کی دھول لگتی رہتی ہے، جس کی وجہ سے دِل بھی میلا ہوجاتا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی آدمی کوئی گناہ کا کام کرتا ہے، تو اس کی وجہ سے اس کے دِل پر ایک سیاہ (کالا) نقطہ لگ جاتا ہے، اب اگر وہ توبہ کرلے، تو وہ مِٹ جاتا ہے ؛ صاف ہوجاتا ہے۔ توبہ نہیں کرتا، تو باقی رہتا ہے، پھر دوسرا گناہ کیا، تو دوسرا لگا، پھر تیسرا

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

گناہ کیا، تو تیسرا لگا، یہاں تک کہ یہ کالے نقطے لگتے لگتے اُس کا پورا دِل سیاہ اور کالا ہو جاتا ہے اور ایک وقت آتا ہے کہ نیکی کی توفیق اُس دِل سے چھین لی جاتی ہے۔

قرآن میں ہے: ﴿كَلَّا بَلْ رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ﴾ [1] (اُن کے دِلوں پر زنگ چڑھ گیا ہے) اس کا یہی مطلب حدیث میں بیان کیا گیا ہے۔ [2] یہ گناہ کی خاصیت ہے۔ تو جس طرح ہم اپنے میلے کپڑوں کو دھوتے ہیں، اسی طرح دِل کے میل کو بھی دور کرنا ضروری ہے، اس کو دور کرنے کے لیے شریعت نے ہمیں ایک کیمیکل دیا ہے، وہ استغفار ہے۔ استغفار کرنے سے ہمارے دِل کی دھول اور اس کا میل دور ہوتا ہے، اِس کے علاوہ دُنیا کے کسی بھی کیمیکل کو استعمال کرنے سے یہ میل دور نہیں ہونے والا ہے، اِس لیے گناہوں سے تو ہمیں بچنا ہی ہے، لیکن اگر ہو جائے، تو فوراً توبہ اور استغفار کا بھی اہتمام کرنا ہے۔

حدیث میں استغفار کے مختلف کلمات آئے ہیں:

«أَسْتَغْفِرُ اللهَ الَّذِيْ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ وَأَتُوْبُ إِلَيْهِ» [3]

«أَسْتَغْفِرُ اللهَ رَبِّي مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ وَّأَتُوْبُ إِلَيْهِ» [4]

«رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَأَنْتَ خَيْرُ الرَّاحِمِيْنَ» [5]

«اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ وَارْحَمْنِيْ» [6]

---

(۱) المطففين (۱۴).

(۲) سنن الترمذي (۳۳۳۴)، سنن ابن ماجه (۴۲۴۴) ومسند أحمد (۷۹۵۲).

(۳) سنن أبو داود (۱۵۱۷).

(۴) سنن أبو داود (۱۵۱۷).

(۵) سنن أبو داود (۱۵۱۷).

(۶) المعجم الكبير للطبراني (۲۲۷۰)، مجمع الزوائد (۱۷۴۰۵).

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

لوگوں نے ’’رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَأَنْتَ خَيْرُ الرَّاحِمِيْنَ‘‘ کو بہت پسند کیا ہے، اس میں مغفرت بھی چاہی گئی ہے اور اللہ کی رحمت کا سوال بھی کیا گیا ہے، استغفار میں اس کو اچھا قرار دیا گیا ہے۔ بہر حال! استغفار کا جو بھی کلمہ ہو، سو مرتبہ صبح اور سو مرتبہ شام کو پڑھنے کا اہتمام کرنا ہے۔

روازانہ کے صبح اور شام کے معمولات میں یہ تین چیزیں ہوئیں: تیسرا کلمہ، درود شریف اور استغفار۔ ہمارے زمانے کے بزرگوں نے ہمارے مزاج کو دیکھتے ہوئے یہ تعداد بتلائی ہے، ورنہ بہتر تو یہ ہے کہ تین سو مرتبہ پڑھے جائیں، اس لیے کہ آپ نے فضائلِ درود میں ایک روایت سنی ہوگی کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ’’شبِ جمعہ میں مجھ پر کثرت سے درود بھیجو!‘‘[1] اب ’’کثرت‘‘ کسے کہتے ہیں؟ حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ’’کثرت‘‘ کی سب سے کم مقدار تین سو ہے، گویا آپ نے اگر تین سو مرتبہ درود بھیجا، تو یہ کہا جا سکتا ہے کہ کثرت کی کم سے کم مقدار پر آپ نے عمل کیا، اگر اس سے کم ہوا، تو کثرت ہوئی ہی نہیں۔ بہر حال! کہنے کا حاصل یہ ہے کہ بہتر تو یہ ہے کہ تین سو مرتبہ یہ چیزیں پڑھی جائیں، ورنہ کم سے کم سو سو مرتبہ تو پڑھنی ہی چاہییں، اب اگر کوئی کہے کہ مجھ سے تو اِتنا بھی نہیں ہوسکتا، تو اس کا تو کوئی علاج نہیں ہے۔

تُو ہی اگر نہ چاہے تو باتیں ہزار ہیں

دِل میں اگر تڑپ ہو تو سب کچھ آسان ہے؛ دُنیا کا کچھ حاصل کرنے کے لیے ہم کیا کچھ نہیں کرتے! کیسے کیسے پاپڑ بیلتے ہیں، لیکن جہاں دین کا معاملہ آتا ہے، تو وہاں ہم باتیں

(۱) سنن ابن ماجہ (۱۶۳۷)۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

بنانے لگ جاتے ہیں۔ خیر! اس کی عادت بنالینی چاہیے۔

بہت سے اہلِ علم بھی اقرار کرتے ہیں کہ ہمیں وقت نہیں ملتا، ہم سے پورا نہیں ہوتا۔ ارے بھائی! آپ کو اَخبار دیکھنے کا وقت ملتا ہے، دوستوں کے ساتھ بیٹھنے کا وقت ملتا ہے، موبائل دیکھنے کا وقت ملتا ہے، ساری چیزوں کے لیے وقت ملتا ہے، لیکن اللہ کا نام لینے کے لیے ہمارے پاس وقت نہیں ہے! کیا اللہ کا نام ہی ایسا رہ گیا کہ اُس کے لیے ہمارے پاس وقت نہیں؟! کل قیامت میں اگر اللہ تعالیٰ پوچھیں گے کہ تُو سارے کام کرتا تھا، تجھے میرا نام لینے کا ہی وقت نہیں ملتا تھا؟ تو اُس وقت ہم کیا جواب دیں گے؟ یہ بڑی سوچنے کی بات ہے۔

یہ ساری چیزیں جو اَبھی بتلائی، اِن میں سے ہر ایک کے لیے وقت مقرّر کرو، اُس وقت میں اُس کو کرنا ہی کرنا ہے، جیسے: صبح کی چائے کا ہمارا وقت مقرّر ہے، تو صبح کی تسبیح کا بھی وقت مقرّر ہونا چاہیے! اسی طرح جیسے ہمارے دوپہر اور شام کے کھانے کا وقت مقرّر ہے، تو شام کی تسبیح کا وقت بھی مقرّر ہونا چاہیے۔ جس چیز کا وقت مقرّر ہوتا ہے، وہ کام اپنے وقت پر ہوتا ہے۔ جب دوپہر ہوتی ہے تو کھانا یاد آتا ہے، بھوک نہیں ہوتی تو بھی کہتے ہیں کہ کھالو نا! کمزوری ہوجائے گی، وہاں تو کمزوری ہوتی ہے اور تسبیحات کے معاملے میں کہتے ہیں کہ ارے یار! ایک دِن نہیں پڑھیں گے تو کیا ہوگا!؟

میں کہا کرتا ہوں کہ بچّہ جس دِن سے پیدا ہوتا ہے، اُس دِن سے اپنی ماں کا دودھ شروع کرتا ہے، اور دودھ چھڑانے کے بعد غذا شروع کرتا ہے اور وہ غذا موت تک چلتی ہے۔ اب وہاں کسی وقت غذا چھوڑنے کی بات ہوتی ہے، تو ہم یوں کہتے ہیں کہ کھالو! ورنہ کمزوری ہوجائے گی، اور یہاں حال یہ ہے کہ ہم نے اَبھی تو تسبیح شروع کی، چار دِن پڑھی،

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

پانچویں دِن ہمارا نفس کہتا ہے کہ ایک دِن نہیں پڑھیں گے تو کیا ہوگا! جب نفس ایسا کہے تو اُس کو جواب میں یہ کہو کہ اگر ایک دِن نہیں کھاؤں گا تو پاؤں ڈھیلے ہوجائیں گے اور بدن میں کمزوری ہوجائے گی، اسی طرح ایک دِن نہیں پڑھوں گا تو رُوح کمزور ہوجائے گی۔ دراصل یہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلّق قائم کرنے کی بات ہے!

صبح کی تسبیح کے لیے سب سے اچھا وقت فجر کی نماز کے بعد سے طلوعِ آفتاب تک کا ہے، اِس وقت میں ذکر کی بڑی فضیلت آئی ہے؛ اِس لیے فجر کی نماز کے بعد وہیں بیٹھ کر تلاوت وتسبیحات پوری کر لیجیے، پھر سورج نکلنے کے بعد اشراق کی دو یا چار رکعت پڑھ لیں تو حدیث شریف میں آتا ہے کہ جو شخص صبح میں دو رکعت پڑھ لے، اللہ تعالیٰ اُس کے دن بھر کے کام بنا دیں گے۔[۱] گویا دن بھر کی ضمانت (گارنٹی) بھی اللہ تعالیٰ لے لیتے ہیں۔ لیکن بعض کاروباری لوگوں کے لیے کاموں کی مجبوری ہوتی ہے، اُن کے لیے فجر کی نماز کے بعد بیٹھنا ممکن نہیں ہوتا، تو اُن کے لیے چلتے پھرتے، یا فجر کی نماز سے پہلے، یا صبح اُٹھنے سے لے کر دس ساڑھے دس بجے تک پورا کر لینے میں کوئی حرج نہیں۔

اور شام کی تسبیح عصر سے لے کر مغرب تک میں پڑھ لیں تو بہتر ہے؛ لیکن اگر موقع نہ ہو تو سونے تک میں آپ اِن تسبیحات کو پورا کر لیجیے۔

تسبیح ایک جگہ بیٹھ کر بھی پڑھ سکتے ہیں اور چلتے پھرتے بھی، لیکن ایک جگہ بیٹھ کر پڑھنے میں زیادہ جی لگتا ہے اور فائدہ بھی زیادہ ہوتا ہے، چلتے پھرتے پڑھیں گے تو بھی انشاءاللہ فائدے سے خالی نہیں رہے گا۔ کھانا ہم چلتے پھرتے بھی کھا سکتے ہیں؛ لیکن کیا کبھی کھاتے

---

(۱) سنن الترمذی (۴۷۵)، مسند أحمد (۲۷۴۸۷، ۲۷۵۵۰).

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

ہیں؟ ہاں! ضرورت کے موقع پر کھا لیتے ہیں؛ مثلاً: سفر کے وقت گاڑی میں جگہ نہیں ملی، کھڑے ہیں، تو کھڑے کھڑے بھی کھا لیتے ہیں؛ لیکن گھر پر تو روزانہ دسترخوان بچھاتے ہیں، پلیٹیں سجاتے ہیں، چٹنی، اچار اور پاپڑ وغیرہ رکھتے ہیں، اگر کوئی کہے کہ بھائی! کھانا تو چلتے پھرتے بھی کھا سکتے ہیں، تو ہم کہیں گے کہ ذرا اطمینان سے کھائیں تو اچھا ہے؛ بہرحال! ان تسبیحات کو بھی ایک جگہ بیٹھ کر پڑھا جائے تو اچھا ہے، ورنہ حرج نہیں۔

«اَلْحِزْبُ الْأَعْظَمُ» ایک تعارف

«اَلْحِزْبُ الْأَعْظَمُ» دعا کی ایک کتاب ہے۔ دُعا بھی عبادت ہی ہے؛ یہ اللہ تعالیٰ کا کتنا بڑا اکرم ہے کہ اُس نے اُس سے ہماری ضرورتوں کے مانگنے کو بھی عبادت بنا دیا، گویا اُس حاجت کو اللہ سے مانگنے پر ہمارے نامۂ اعمال میں عبادت کا ثواب لکھا جائے گا، یہ تو "ہم خُرما و ہم ثواب" جیسا مسئلہ ہو گیا کہ ہم اُس سے اپنی حاجت مانگ رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے یہاں یہ چیز عبادت میں لکھی جا رہی ہے۔ اللہ کے کرم اور اس کے احسان پر قربان جائیے! اِتنا ہی نہیں! بلکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ہمیں دعا مانگنے کا حکم بھی دیا ہے۔ ارشادِ ربانی ہے: ﴿إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِي سَيَدْخُلُونَ جَهَنَّمَ دٰخِرِينَ﴾[1] مفسرین فرماتے ہیں کہ اس آیت میں «عِبَادَتِيْ» سے مراد دُعا ہے،[2] مطلب یہ ہے کہ جو لوگ دُعا مانگنے سے بڑائی کرتے ہیں؛ یعنی نہیں مانگتے، وہ جہنم میں رُسوا ہو کر داخل ہوں گے۔ دُعا نہ مانگنے پر اِتنی بڑی وعید آئی ہے، اِن سب کے باوجود بھی اگر ہم دُعا نہ کریں، تو اِس سے بڑی

---

(۱) سورة غافر (٦٠).

(۲) تفسير الطبري (٣٥٤/٢٠)، تفسير النسفي (٢١٨/٣).

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

محرومی کی بات کیا ہوگی!

مزید یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ بندے کی اللہ سے مانگی ہوئی کوئی دُعا خالی نہیں جاتی۔ بہت سی دُعائیں ہم کرتے ہیں اور ہمیں اُس کا نتیجہ نظر نہیں آتا، لیکن قیامت کے دِن اللہ تعالیٰ ہر ہر دُعا کے متعلق بتلائیں گے کہ اے میرے بندے! تُو نے یہ یہ دُعا کی تھی اور میں نے اُسے قبول کیا تھا، یہ تو تجھے معلوم ہے؛ البتہ بعض دُعائیں ایسی بھی ہیں جن کے متعلق تُو یہ سمجھتا ہے کہ قبول نہیں ہوئیں، لیکن ہم نے اُس دُعا کے نتیجے میں تجھ پر آنے والی فلاں مصیبت۔ کو دُور کر دیا تھا، اور بعض دُعاؤں کے نتیجے میں میں نے تیری فلاں حاجت پوری کر دی تھی۔ (۱)

مثلاً: آپ کا چھوٹا بچّہ ہے، وہ آپ سے حقیقی پستول مانگے۔ کھلونے والی نہیں۔ تو کیا آپ اُسے حقیقی پستول دیں گے؟ نہیں، بلکہ اُس کی جگہ کوئی دوسری چیز لا کر دے دیں گے کہ بیٹا! یہ لے لے! اس لیے کہ آپ جانتے ہیں کہ حقیقی پستول اُس کے کام کی نہیں ہے۔

ایسے ہی ہم اللہ تعالیٰ سے بہت سی نعمتیں مانگتے ہیں یہ سمجھتے ہوئے کہ وہ ہمارے کام کی ہیں، لیکن اللہ تعالیٰ اپنے مُحیط علم کی وجہ سے جانتے ہیں کہ وہ آپ کے کام کی نہیں ہے، تو اللہ تعالیٰ اُس کی جگہ کوئی دوسری چیز عطا فرما دیتے ہیں۔ کہنے کا حاصل یہ ہے کہ ہماری کوئی دُعا ایسی نہیں جو قبول نہ ہوتی ہو، اگرچہ بہ ظاہر ہمیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ قبول نہیں ہوئی، لیکن اللہ تعالیٰ اُس کے بدلے قیامت کے دِن جو ثواب اور نعمتیں دیں گے، اُن کو دیکھ کر آدمی یہ تمنّا کرے گا کہ کاش! دُنیا میں میری کوئی بھی دُعا قبول نہ ہوئی ہوتی، اللہ کے کرم کا حال تو یہ

---

(۱) مسند أحمد (۱۱۱۳۳).

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

ہے۔ پھر بھی ہم دُعا نہیں مانگتے، لوگوں کے پاس جا کر ہاتھ پھیلائیں گے، جہاں یقین ہے کہ وہ دینے والا نہیں ہے، ہمیں ٹھکرا دے گا، رُسوا کرے گا، پھر بھی جائیں گے، لیکن اُس اللہ کے دَر پر نہیں جائیں گے، جہاں کوئی رُسوائی نہیں، بلکہ اور عزّت ملے گی، اُس سے مانگنے کا اہتمام نہیں کرتے، اگر دُعا کو اختیار کرلیا جائے تو سارے مسائل کا حل ہوجائے گا، چاہے ظاہری طور پر وہ چیز ملے یا نہ ملے۔ بہر حال! دُعا کا اہتمام کرنا چاہیے۔

دعا کیسے مانگیں؟

اب دُعا کیسے مانگیں؟ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم کو دعا مانگنے کا طریقہ بھی بتلا دیا کہ ہم اللہ سے کس طرح مانگیں؟ ہم تو محتاجِ محض ہیں! ہماری تمام حاجتیں اللہ تعالیٰ سے جُڑی ہوئی ہیں، تو اب اُن حاجتوں کو مانگنے کا کیا طریقہ ہے؟ ایک تو یہ ہے کہ ہم اپنے الفاظ میں اللہ سے مانگیں، اور دوسرا یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن حاجتوں کو مانگنے کے لیے جو کلمات ہم کو سکھلائے ہیں، جو طریقہ بتلایا، اُن کلمات سے وہ حاجتیں اللہ سے مانگیں۔ جو کلمات حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بتلائے ہیں، اُن سے دعا مانگنا؛ یہ طریقہ اللہ تعالیٰ کے یہاں زیادہ پسندیدہ ہے۔

حکومتی سرکار جب کہیں کوئی مدد کا اعلان کرتی ہے نا! تو اس مدد کو لینے کے لیے فارم چھپواتی ہے، کسی کو مدد کی ضرورت ہو، تو وہ فارم لو اور پُر کرو! اپنی طرف سے کچھ لکھنا نہیں ہے، ایسے ہی یہاں بھی ہے۔ حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم العالیہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سکھلائی ہوئی دعائیں چھپے چھپائے فارم ہیں، اللہ تعالیٰ دینا چاہتے ہیں، اسی لیے اُس نے اپنے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطے سے ہمیں بتلایا کہ اگر فلاں چیز اور فلاں حاجت اللہ سے مانگنی ہو تو اِس طرح مانگو، اب اگر ہم ایسے پکّے اور یقینی راستوں کو چھوڑ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

کر غیری یقینی راستوں کی طرف جائیں گے، تو اِس سے بڑی محرومی کی بات اور کیا ہوگی!

قرآن وحدیث کی ان ساری دعاؤں کو ایک بہت بڑے عالم؛ ملّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ- جو بڑے مصنف بھی ہیں، مشکاۃ کی شرح بھی لکھی ہے، اور بھی بہت ساری کتبِ حدیث کی شرحیں لکھی ہیں، "کثیر التصانیف" مصنفین میں اُن کا شمار ہوتا ہے، انھوں- نے ایک کتاب میں جمع کر دیا، اُس کا نام «اَلْحِزْبُ الْأَعْظَمُ وَالْوِرْدُ الْأَفْخَمُ» رکھا، («حِزْبٌ» کا معنی: وظیفہ، «اَلْحِزْبُ الْأَعْظَمُ» یعنی بڑا وظیفہ) وظیفے تو ہم بھی پڑھتے ہیں، لیکن لوگوں کے بتائے ہوئے وظیفے پڑھتے ہیں، اور یہ تو اللہ اور اُس کے رسول کے بتائے ہوئے وظیفے ہیں۔ کہاں لوگوں کے بتائے ہوئے وظیفے اور کہاں اللہ اور اُس کے رسول کے بتائے ہوئے وظیفے!

خیر! جب انھوں نے ان ساری دعاؤں کو جمع کر دیا تو وہ بڑی ضخیم کتاب بن گئی۔ ایک آدمی اُس کو ایک دِن میں پڑھنا چاہے تو اُس کے لیے مشکل ہے، ویسے بعض ایسے بندے بھی ہیں جو روزانہ اُس کو پورا پڑھتے ہیں۔ حضرت شاہ حکیم اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میرے شیخ حضرت شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ جب تہجد سے فارغ ہوتے تو روزانہ یہ کتاب پوری زبانی پڑھتے تھے۔ لیکن یہ ہر ایک کے بَس کا نہیں ہے، تو آسانی کے لیے کسی بزرگ نے اس کتاب کے سات حصے کر دیے۔ ہر حصے کا نام رکھا: پہلی منزل: سنیچر، دوسری منزل: اتوار، تیسری منزل: پیر، اِس طرح جمعہ تک سات منزلوں میں تقسیم کیا۔

اب یہ "پہلی منزل: سنیچر" جو لکھی ہے نا! اِس کا مطلب یہ مت سمجھنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ دعائیں سنیچر کے روز مانگا کرتے تھے، ایسا تو انھوں نے ہماری سہولت کے لیے کیا ہے، تاکہ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

کم از کم ایک ہفتے میں ساری دعائیں پڑھی جاسکیں۔

ہر چیز اللہ سے مانگو

یہ کتاب تقریباً ہر زبان کے ترجمہ والی بھی ملتی ہے، اور اگر آپ عربی اچھی طرح جانتے ہیں، تو اس کی ضرورت نہیں ہے، لیکن نہیں جانتے، تو ترجمہ والی لیجیے اور ترجمہ بھی دیکھیے، تا کہ آپ کو پتہ چلے کہ دعا میں کیا مانگا گیا ہے۔ جب دعا میں جو مانگا جا رہا ہے، وہ پتہ چلتا ہے، تو آدمی کا دعا میں جی لگتا ہے، آپ نے بڑے مجمع میں دیکھا ہوگا کہ دعا کرانے والا جب دعا کراتا ہے، تو جب قرآن وحدیث کی عربی دعائیں مانگتا ہے، تو "آمین" کی آواز بھی نہیں آتی، اس لیے کہ لوگوں کو پتہ ہی نہیں چلتا کہ کیا مانگا گیا، جب اردو میں شروع کرتا ہے کہ "اے اللہ! ہمارے گناہوں کو معاف کر!" تو کہتے ہیں: "آمین" ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے ابھی دعا شروع ہوئی، حالانکہ وہ تو کب سے چل رہی ہے، اور پھر جب مانگنے والا یوں کہے گا کہ "اے اللہ! ہماری روزی میں برکت دے!" تو "آمین" کی آواز بھی ڈبل ہو جائے گی، اس لیے کہ اپنی غرض آئی نا! ویسے بہت اچھا ہے، اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہی حکم دیا ہے اور اللہ تعالیٰ کو اِس پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔ وہ تو بس یہ چاہتا ہے کہ مجھ سے مانگو! میں دوں گا۔

دُنیا والوں کا حال تو یہ ہے کہ کسی ضرورت کے وقت اگر اُن سے مانگو گے، تو وہ ناراض ہوں گے اور طعنہ دیں گے کہ ضرورت پڑی تو آیا! اللہ تعالیٰ کے یہاں ایسا نہیں ہے، وہ تو یہی چاہتا ہے کہ ہم اپنی ہر ضرورت اُس سے مانگیں اور مانگنے پر وہ خوش بھی ہوتا ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اپنی تمام حاجتیں اللہ سے مانگو، یہاں تک کہ اگر آپ کے چپّل کی پٹّی بھی ٹوٹ جائے، وہ بھی اللہ ہی سے مانگو، اپنے اعتماد پر مت بیٹھے رہو کہ میں اسے ٹھیک

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

کرلوں گا، بہت سے لوگ ایسے اعتماد پر بیٹھے رہتے ہیں، اور جب کرنے کے لیے ارادہ کرتے ہیں،تو ہونہیں پاتا، ایسی رکاوٹیں آجاتی ہیں جس سے وہ کام نہیں ہو پاتا۔ بہرحال! پہلے اللہ سے مانگو، پھر کرو۔

جو مسنون دعا خاص ہمارے کام کی ہو

خلاصہ یہ کہ «الحزب الأعظم» کی روزانہ ایک منزل؛ اُس کا معنی سمجھنے کے ساتھ پڑھنے کا اہتمام کرو، صرف الفاظ نہیں کہ «رَبَّنَا اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً إلخ» پڑھ لیا، اور کیا مانگا جارہا ہے، اُس کا کوئی استحضار ہی نہ ہو، یہ نہیں، بلکہ جو مانگ رہے ہیں، وہ سمجھ کر مانگو تو اُس کا فائدہ ہوگا۔ ہمارے حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ اگر آپ کی کوئی ذاتی حاجت ہو، تو آپ مسنون دُعاؤں میں تلاش کرو، آپ کو کوئی نہ کوئی دُعا ایسی ضرور مل جائے گی جو آپ کی اُس ذاتی حاجت کے عین موافق ہوگی، مثلاً: اگر آپ مقروض ہیں، تو ایک تو یہ ہے کہ اس کے لیے آپ اپنے الفاظ میں دُعا مانگیں کہ اے اللہ! میں بہت بڑا مقروض ہوں، میرا قرض ادا کردیجیے، اور دوسرا یہ ہے کہ آپ اس کے سلسلے میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بتلائی ہوئی دُعا سے اپنی دُعا مانگیں، دونوں دعاؤں میں زمین آسمان کا فرق ہوگا، تو ایسی دعا جب آجائے، تو اُس کو چلتے پھرتے بھی اپنی زبان سے ادا کرتے رہو، دِل سے اس کا تصور کرتے رہو، دعا کوئی زبان سے ہی مانگنا ضروری نہیں ہے، دِل میں یہ تصور کرتے ہوئے اللہ کی طرف متوجہ ہو کر مانگیں گے، وہ بھی دعا ہی ہے اور وہ بھی اللہ سے تعلق قائم کرنے کا ایک بہترین ذریعہ ہے۔

حضرت ڈاکٹر عبدالحی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے حضرت مفتی تقی صاحب فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ سے تعلق قائم کرنے کے لیے ہم اللہ سے مانگیں، مثلاً: ہم سفر کے لیے نکلتے ہیں

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

تو گھر سے نکلتے وقت یہ سوچتے ہیں کہ بَس مل جاوے، تو یہ بھی اللہ سے مانگو کہ اے اللہ! وقت پر بَس ملا دے، دِل ہی دِل میں اللہ سے مانگو، گویا اس طرح ہمارا اللہ تعالیٰ سے کونٹیکٹ (Contact) اور تعلق قائم ہو رہا ہے۔

ہماری ایک کمزوری

ہماری ایک بہت بڑی کمزوری یہ بھی ہے کہ ہم مانگتے تو ہیں اور جب وہ چیز مل جاتی ہے تو ہمیں شکر ادا کرنے کی توفیق نہیں ہوتی، بَس مل جائے؛ اس کی دُعا تو کی، اب جب بَس مل گئی اور بَس میں بیٹھ گئے، تو دِل میں یہ خیال بھی نہیں آتا کہ اللہ کا شکر ادا کریں، اس کی جگہ دوسری دُعا شروع ہوگئی کہ آگے گاڑی مل جائے، وہ مل گئی، تو آگے تیسری دُعا شروع کہ جس کام کے لیے جا رہا ہوں، وہ کام ہو جائے، گویا ایک کے بعد ایک ہماری ڈمانڈ تو بڑھتی جاتی ہے اور جو پوری ہوگئی اُس پر ہمیں اللہ کا شکر ادا کرنے کی توفیق نہیں ہوتی، حالاں کہ جب ہم نے دِل میں تمنّا کی تھی اور اللہ تعالیٰ نے ہماری یہ تمنّا پوری فرمائی تو ہمیں اُس کا شکر ادا کرنا چاہیے تھا، قرآن میں ارشادِ ربانی ہے: ﴿لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ﴾[1] (اگر تم شکر ادا کروگے، تو میں تمہاری نعمتوں میں اضافہ کروں گا) شکر ادا کرنے پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے نعمتیں بڑھائی جاتی ہیں، اس کے باوجود بھی ہمیں شکر ادا کرنے کی توفیق نہیں ہوتی۔

شیطان نے انسان پر جو بڑا حملہ اور وار کیا؛ وہ ناشکری کا کیا ہے۔ حضرت آدمؑ کو سجدہ نہ کرنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے شیطان کو جب اَپنی بارگاہ سے دُھتکار کر نکالا تھا، تو اُس نے بڑے دعوے کے ساتھ کہا تھا: ﴿لَاٰتِيَنَّهُمْ مِّنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ اَيْمَانِهِمْ وَعَنْ

---

[1] ابراھیم (۷).

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

شَمَآئِلِهِمۡ﴾ (اے اللہ! میں اُن پر حملہ کروں گا: آگے سے، پیچھے سے، دائیں سے، بائیں سے) اور میرے اس حملے کے نتیجے میں کیا ہوگا؟ ﴿وَلَا تَجِدُ اَكۡثَرَهُمۡ شٰكِرِيۡنَ﴾ [1] (اُن میں سے تُو اکثروں کو شکر گزار نہیں پائے گا) اچھے اچھے نیک لوگ بھی شکر کے معاملے میں پیچھے رہ جاتے ہیں، اس لیے اگر اپنا مزاج شکر ادا کرنے کا بنالیا، تو یہ سمجھ لیجیے کہ سب کچھ مل گیا۔

بہر حال! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ «الحِزْبُ الْأَعْظَم» کی دُعاؤں کو مانگنے کا اہتمام کریں، سمجھ کر مانگیں، دِل لگا کر مانگیں، یہ سوچ کر مانگیں کہ اللہ سے مانگ رہا ہوں، اگر اِس کا مزاج بنائیں گے، پھر دیکھنا کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہمارا تعلق کیسے قائم ہوتا ہے۔

الحزب الاعظم کے حافظ بن جاؤ

اور میں تو آپ نوجوان عمر کے لوگوں سے کہتا ہوں کہ اُس کو پورا یاد کر لو! یعنی اُس کو دیکھ کر پڑھنے کی ضرورت ہی پیش نہ آوے، آپ اسے زبانی پڑھ سکیں۔ اگر ایک ہفتے میں ایک دُعا بھی یاد کریں گے، تو سال کے باوَن ہفتوں میں باوَن دُعائیں آپ کو یاد ہوجائیں گی، اِس طرح دھیرے دھیرے پوری کتاب آپ کو یاد ہوجائے گی۔ آپ نے دیکھا ہوگا کہ جب کوئی اللہ کا بندہ دُعا کراتا ہے اور شروع میں عربی دُعائیں مانگتا ہے، تو بہت سے لوگ تعجب اور رَشک کرتے ہیں کہ اس کو تو کتنی ساری دُعائیں زبانی یاد ہیں! میں کہا کرتا ہوں کہ بھئی! یہ صلاحیت تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو بھی عطا فرمائی ہے، آپ بھی اگر اس کو استعمال کریں گے تو آپ کو بھی زبانی یاد ہوسکتی ہیں۔

میں نے ہمارے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا کہ کبھی بھی «الحِزْبُ الْأَعْظَم» دیکھ کر نہیں پڑھتے

---

[1] الأعراف(١٧).

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

تھے، ہمیشہ زبانی ہی پڑھتے تھے۔ بہر حال! اس میں ہمارا ہی فائدہ ہے، اِس کا اہتمام کرو!

اِس کتاب میں بعض دُعائیں تو ایسی ہیں کہ اُن کے متعلق حضرت مفتی تقی صاحب فرماتے ہیں کہ اُن کو پڑھ کر حیرت ہوتی ہے کہ کیسی کیسی دُعائیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیں سکھلا کر گئے ہیں۔ اور غالباً "فیض الباری" میں علّامہ انور شاہ کشمیری نے لکھا ہے کہ نبوّت کی نشانیوں میں سے یہ دُعائیں بھی ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے بذریعۂ وحی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر یہ دعائیں نہ اُتاری جاتیں، تو کوئی آدمی اپنے دِماغ سے اِس طرح دُعا نہیں مانگ سکتا تھا۔

چہل درود

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حدیثوں میں درود شریف کے کچھ صیغے بتلائے ہیں۔ ان کو حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب «زَادُ السَّعِیْد» میں نقل کیا ہے، اُن میں سے پچیس صیغے صلاۃ کے ہیں اور پندرہ صیغے سلام کے ہیں، وہی چالیس صیغے حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے "فضائلِ درود" میں لیے ہیں۔ جب حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کا افریقہ کا سفر ہوا تھا، تو حافظ عبد الحق میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے بھائی حافظ عبد الرحمٰن میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے وہ چالیس صیغے الگ سے چھاپنے کی اجازت مانگی، حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اجازت دی، پھر اُن کو الگ شائع کیا اور ایسی مقبولیت ہوئی کہ اُس کے بعد سے یہ چالیس صیغے برابر چل رہے ہیں۔

اُس کا معمول بنا لو، روزانہ اُس کو پڑھو! اس میں کوئی زیادہ وقت نہیں لگتا؛ پانچ - چھ منٹ میں پورا ہو جائے گا۔ چوں کہ اُن میں سے بہت سے صیغوں کی خاص خاص فضیلت حدیثوں میں آئی ہے، تو اُن کو پڑھنے سے ہمیں وہ ساری فضیلتیں بھی حاصل ہو جائیں گی۔ جیسے ہم کھانے پینے میں اِس کا اہتمام کرتے ہیں کہ سموسے بھی ملنے چاہییں، کباب بھی ملنے

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

چاہییں، فلاں اور فلاں آئیٹم بھی ملنی چاہیے، اسی طرح پڑھنے کے سلسلے میں بھی اہتمام ہونا چاہیے۔

اور استغفار کے بھی چالیس صیغے ابھی جمع کیے گئے ہیں، اُن کو بھی روزانہ پڑھنے کی عادت ڈالو، ایک تو وہ استغفار جو سوسو مرتبہ صبح وشام پڑھنا ہے؛ وہ تو الگ پڑھنا ہی ہے، لیکن یہ جو استغفار کے چالیس صیغے ہیں، اس میں قرآن کے بیس صیغے اور حدیث کے چالیس صیغے جمع کیے گئے ہیں۔ اُن کو بھی پڑھ لیا کرو، اُس کو پڑھنے میں بھی تقریباً پانچ - چھ منٹ لگتے ہیں، اس کی بھی عادت ڈال لو! اِس کے بڑے فوائد ہیں۔

استغفار کے فوائد تو قرآن میں بھی ہیں، باری تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا ۝۱۰ يُّرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا ۝۱۱ وَّيُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ جَنّٰتٍ وَّيَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهٰرًا ۝۱۲﴾[1] بلکہ آج کل تو ہم پر جو حالات آتے ہیں، اس کی بڑی وجہ گناہ ہی ہے، اِس لیے جتنا زیادہ استغفار کریں، اُتنے ہمارے مسائل حل ہوتے جائیں گے۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ ہے کہ اُن کے پاس ایک مرتبہ ایک آدمی آیا اور کہا کہ میرے یہاں اولاد نہیں ہوتی، تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ استغفار کرو! اُس نے پھر کہا کہ کھیتی باڑی بھی نہیں ہوتی! اس پر بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ استغفار کرو! اُس نے کہا کہ بارش نہیں ہوتی، تو کہا کہ استغفار کرو! جو بھی پوچھتا اُس کے جواب میں یہی فرماتے کہ استغفار کرو! کسی نے کہا کہ حضرت! آپ نے ہر ایک کو ایک ہی نسخہ بتلایا! تو جواب میں انہوں نے سورۂ نوح کی یہی آیت پڑھی اور کہا کہ دیکھو! اِن آیات میں اللہ تعالیٰ نے خود یہی ساری چیزیں

---

[1] نوح (۱۲-۱۰).

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

بتلائیں: مال میں برکت، اولاد کا حصول، وغیرہ میں اپنی طرف سے نہیں کہہ رہا ہوں۔ (۱)

بہر حال! استغفار کے بے شمار فوائد ہیں، ”چالیس استغفار“ والے رسالے کے شروع میں مختصر طور پر اُن کی طرف اشارہ بھی کر دیا گیا ہے، اتنے زیادہ فوائد کے ہوتے ہوئے تو ہم روزانہ دَس مرتبہ بھی پڑھیں، تو بھی کم ہے؛ لیکن ہم یہ نہیں کہتے کہ دَس مرتبہ پڑھیے، ہم تو یہ کہتے ہیں کہ کم سے کم ایک مرتبہ پڑھیے! اور اس کو پڑھنے کا بھی وقت مقرّر ہونا چاہیے۔

اِن کے علاوہ ہر فرض نماز سے فارغ ہونے کے بعد آیت الکرسی بھی پڑھا کرو! ترمذی شریف کی روایت ہے کہ کوئی آدمی اگر فرض نماز سے فارغ ہو کر آیت الکرسی پڑھتا ہے، تو اُس کے اور جنّت کے داخلے میں صرف موت حائل ہے، (۲) یعنی مَرا نہیں کہ سیدھا جنّت میں پہنچا، اِس لیے اس کی عادت ڈالو!

فرض نماز کے بعد اگر سنّتیں ہیں، تو سنتوں کے بعد، اور اگر سنتیں نہیں ہیں، تو فرض نماز کے سلام کے بعد ۳۳/مرتبہ «سُبْحَانَ اللّٰهِ»، ۳۳/مرتبہ «الحَمْدُ لِلّٰه»، اور ۳۴/مرتبہ «اللّٰهُ أَكْبَرُ» پڑھنے کی عادت ڈالو! یہ تسبیحات نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضراتِ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کو بتلائی تھیں۔

بخاری شریف میں ہے کہ ایک مرتبہ فقراء اور غریب صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اپنے دوسرے مالدار بھائیوں کے تعلق سے فریاد کی کہ ہم نمازیں پڑھتے ہیں، وہ بھی نمازیں پڑھتے ہیں، ہم روزے رکھتے ہیں، وہ بھی روزے رکھتے ہیں، ہم قرآن پڑھتے

---

(۱) تفسیر القرطبی (۱۸/۳۰۲)، التیسیر فی التفسیر (۲۶/۱۵).

(۲) شعب الإیمان (۲/۹۴۳)، التذكار في أفضل الأذكار (۱۷۹).

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

ہیں، وہ بھی قرآن پڑھتے ہیں، اُن کو اللہ نے مال و دولت دے رکھی ہے، وہ مال خرچ کرتے ہیں، لیکن ہمارے پاس مال نہیں ہے، تو گویا ہم ان کی برابری نہیں کر سکتے اور وہ ہم سے آگے بڑھ جاتے ہیں، تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم یہ (تسبیحات) پڑھو! تم یہ پڑھو گے، تو کوئی تمہاری برابری نہیں کر سکے گا، سوائے اس کے جو وہ پڑھے۔ اب اُس زمانے کے مالدار بھی خیر القرون کے تھے، اُنہوں نے جب یہ سنا، تو انہوں نے بھی پڑھنا شروع کر دیا، پھر غرباء نے آکر فریاد کی، تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: «ذٰلِكَ فَضْلُ اللهِ يُؤْتِيْهِ مَن يَّشَاءُ»[1] (یہ تو اللہ تعالیٰ کا فضل ہے؛ جسے چاہتے ہیں، دیتے ہیں۔)

جب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے خادم کی درخواست کی

ہمارے استاد مفتی سعید احمد صاحب پالن پوری رحمۃ اللہ علیہ اِس کو "تسبیح الفقراء" کا نام دیتے تھے، ہماری اصطلاح میں اس کو "تسبیحِ فاطمی" کہا جاتا ہے، چونکہ یہی تسبیح حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی صاحبزادی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو سوتے وقت پڑھنے کے لیے بتلائی تھی۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو گھر کا سارا کام کاج کرنا پڑتا تھا؛ چکّی پیسنا، پانی بھر کر لانا وغیرہ، جس کی وجہ سے کپڑے بھی میلے ہو جاتے تھے اور تھکاوٹ بھی بہت ہوتی تھی، ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس کچھ غلام آئے، تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ ابّا کے یہاں کچھ غلام آئے ہیں، تم جا کر ذرا درخواست کرو کہ ایک دو خادم تم کو دے دیں، تاکہ یہ جو روزانہ کی زحمت ہوتی ہے، اُس سے نجات مل جائے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں، دیکھا کہ وہاں کچھ لوگ آئے ہوئے ہیں، اُن کی موجودگی میں انہیں کچھ کہنے کا موقع نہیں ملا،

---

(۱) سورۃ الجمعۃ (۴).

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

واپس ہوگئیں، لیکن واپس ہونے سے پہلے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ میں تو ابّا کے پاس اِس مقصد سے آئی تھی، لیکن اَبھی موقع نہیں ملا، آپ میری بات پہنچا دینا، جب وہ مہمان چلے گئے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گھر میں تشریف لائے، تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی وہ بات پہنچادی، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پھر رات کو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر پر تشریف لے گئے، حقوق کی ادائیگی کا اہتمام دیکھیے! بیٹی اپنی درخواست لے کر آئی تھی، تو اُس کو پورا کرنے کے لیے رات کو بھی تشریف لے گئے، ہمارا حال تو یہ ہے کہ ہم کہہ دیتے ہیں کہ "آیا ہوگا، اب تو چلا گیا، اَب کیا!"

بہرحال! حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود تشریف لے گئے، اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ دیکھو! فلاں مسلمان گھرانے کے کچھ اَفراد شہید ہوئے تھے، اُن کو غلاموں کی ضرورت تھی، تو میں نے وہ غلام اُن کو دے دیے، البتہ تم کو اُن غلاموں سے بہتر چیز بتلاتا ہوں، سوتے وقت ۳۳/مرتبہ سبحان اللہ، ۳۳/مرتبہ الحمدللہ اور ۳۴/مرتبہ اللہ اکبر پڑھا کرو۔[1]

بزرگوں نے لکھا ہے کہ اگر عورتیں اِس کو بھی پڑھا کریں، تو دِن بھر کام کاج کے نتیجے میں جو تھکن ہوئی ہے، وہ بھی دور ہوجائے گی، اسی لیے اِس تسبیح کا نام "تسبیحِ فاطمی" ہے، اور یہ جو نماز کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پڑھنے کو بتلائی تھی، وہ فقرائے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کو بتلائی تھی۔ بہرحال! اس کو پڑھنے کا بھی اہتمام کیجیے۔

شیطان انسان کو تسبیحات پڑھنے نہیں دیتا، آدمی جب نماز سے فارغ ہونے کے قریب ہوتا ہے، تو وہ اُس کے دِل میں تقاضا ڈالتا ہے کہ فلاں کام کرنا ہے، فلاں کے پاس جانا ہے

---

(۱) صحيح البخاري (۳۱۱۳، ۳۷۰۵، ۵۳۶۱، ۵۳۶۲)، وصحيح مسلم (۵۷۲۷)، وسنن أبو داود (۲۹۸۸، ۲۹۸۹، ۶۴-۵۰۶۲)، و سنن الترمذي (۳۴۰۸، ۳۴۰۹).

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

وغیرہ وغیرہ، تو سلام پھیر کر انسان بھاگتا ہے اور تسبیح نہیں پڑھتا، اِس طرح شیطان انسان کو تسبیح پڑھنے سے روک دیتا ہے۔ یہ تو نماز کے بعد کی تسبیحات کے بارے میں فرمایا، اور رات کو سونے سے پہلے کی تسبیح کے بارے میں فرمایا کہ جب آدمی پڑھنا شروع کرتا ہے تو نیند کا تقاضا شروع ہوجاتا ہے اور شیطان اُس کو سُلا دیتا ہے۔ یہ شیطان بھی بڑا عجیب ہے، وہ ہر میدان میں ہمارا دُشمن ہے اور کبھی چوکتا نہیں ہے، گویا دُشمن تو اِتنا ہوشیار ہے اور ہم ایسے غافل ہیں کہ وہ جب چاہتا ہے، ہم پر وَار کرجاتا ہے! بہر حال! نمازوں کے بعد بھی اور سونے سے پہلے بھی اِن تسبیحات کا اہتمام کیجیے۔

سونے سے پہلے کے معمولات

اس کے علاوہ سوتے وقت کی دُعائیں بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بتلائی ہیں، نیز کس طرح سونا ہے؟ وہ بھی بتلایا، گویا کچھ اقوال بتلائے اور کچھ اعمال، دونوں کے مجموعے کا نام آداب ہے۔ اور یہ صرف سوتے وقت ہی کے نہیں؛ بلکہ ہر کام کے آداب بتلائے۔ مثلاً: کھانے سے پہلے ہاتھ دھونا، دسترخوان بچھا کر کھانا، کھانا شروع کرتے وقت "بسم اللہ" پڑھنا، دائیں ہاتھ سے کھانا، اپنے سامنے سے کھانا، یہ ساری چیزیں آداب ہیں۔ ویسے ادب تو اس کو کہتے ہیں کہ اس کو انجام دینے کی وجہ سے کام میں خوبی پیدا ہو اور نہ کرنے پر کوئی گناہ نہ ہو اور شریعت کی اصطلاح میں جب "ادب" کا لفظ بولا جاتا ہے، تو اس میں کچھ چیزیں فرض ہوتی ہیں، کچھ مسنون اور کچھ مستحب ہوتی ہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ کام کرنے کے طریقے کو ادب کہتے ہیں۔

"کھانے کے آداب" کا مطلب یہ ہوا کہ کھانے کا وہ طریقہ جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بتلایا

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

ہے۔"سونے کے آداب" کا مطلب یہ ہے کہ سونے کا وہ طریقہ جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بتلایا۔ "استنجاء کے آداب" یعنی قضائے حاجت کے وہ آداب جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بتلائے۔ یہ سارے طریقے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم کو بتلائے ہیں۔

قربان جائیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر! کہ آپ نے زندگی کی ہر ہر چیز ہم کو بتلائی، جیسے ایک باپ اپنے بچّوں کو سکھلاتا ہے کہ بیٹا! یوں کرو، یوں کرو، اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی امّت کو ہر چیز سکھلائی۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ ایک یہودی نے اُن سے طعنہ دیتے ہوئے یوں کہا کہ ہم دیکھتے ہیں کہ آپ کے ساتھی (حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آپ کو ہر ہر چیز سکھلاتے ہیں، حتّی کہ قضائے حاجت کے لیے بیٹھنے کا طریقہ بھی بتلاتے ہیں! انہوں نے کہا کہ جی ہاں![1] گویا یہ کہہ کر یہ بتلانا چاہتے تھے کہ ہاں! یہ چیزیں بھی بتلانی ہی چاہییں، ان کی تربیت کا کام ہی یہ ہے کہ ہم کو بتلائیں، اس میں شرمانے کی بات نہیں ہے۔ ہم اور آپ کو تو اگر کوئی ایسا کہے تو ہم دفاعی پوزیشن میں آجائیں گے، حالانکہ اِس کی ضرورت نہیں، بلکہ یہ تو ہمارے لیے شرف کی چیز ہے۔

کہنے کا حاصل یہ ہے کہ اِن آداب کو ہمیں اپنی زندگی میں لانا ہے، اِن آداب میں سے اکثر تو ہر ایک کو معلوم ہی ہیں، مثلاً: بیت الخلاء جانے سے پہلے کی دُعا: «بِسْمِ اللهِ، اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ»، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اِس کا فائدہ بھی بتلایا کہ شیطان انسان کی شرم گاہ سے کھیلتا ہے۔ اب جب آدمی بیت الخلاء جائے گا، تو انسانوں سے تو اس کا ستر چھپ جائے گا، لیکن شیطان دیکھتے ہیں، تو ان پر رُکاوٹ ڈالنے کے لیے "بسم اللہ" ہے،

---

(۱) صحيح مسلم (٢٦٢)، سنن أبو داود (٧)، سنن الترمذي (١٦)، سنن النسائي (٤١، ٤٩)، وسنن ابن ماجه (٣١٦).

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

جب آپ ''بسم اللہ'' پڑھ کر داخل ہوں گے تو وہ آپ کے ستر اور اُن کی نگاہوں کے درمیان آڑ بن جائے گی۔ [۱]

بہت سے وہ ہوتے ہیں کہ جب وہ بیت الخلاء جاتے ہیں تو ان کے دِل میں گناہوں کے خیالات آتے ہیں اور وہاں وہ اپنے غلط تقاضوں کو پورا کرتے ہیں۔ یہ وسوسہ شیطان نے ڈالا، آپ اگر دُعا پڑھ کر جائیں گے تو اللہ حفاظت فرمائیں گے۔ بہر حال! کہنے کا حاصل یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہر چیز کا طریقہ بتلایا، اب یہ ہماری محرومی ہے کہ ہم ان طریقوں کو عملی جامہ نہیں پہناتے، ہمیں تو ہر ایک چیز کا اہتمام کرنا چاہیے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک ایک سنّت اِتنی قیمتی ہے کہ ساری دُنیا مِل کر بھی اُس کی قیمت ادا نہیں کرسکتی۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں بتلایا کہ جوتا جب پہنو تو پہلے دائیں پیر میں پہنو، پھر بائیں پیر میں اور اُتارتے وقت پہلے بائیں پیر کا نکالو، پھر دائیں پیر کا۔ اسی طرح ہر کام میں تیامن کا حکم ہے۔ [۲] اب کتنے ہی لوگوں کو آپ دیکھو گے کہ وہ پہلے دائیں پیر کا جوتا نکالتے ہیں، پھر بائیں پیر کا نکالتے ہیں، اسی طرح پہنتے وقت بھی آپ دیکھو گے کہ بہت سے لوگ پہلے بائیں پیر میں جوتا پہنتے ہیں، پھر دائیں پیر میں۔ چند گنے چنے لوگ ہوں گے جو سنّت اور ادب کا لحاظ کرتے ہوں گے، حالانکہ دیکھنے میں تو دونوں پیر برابر ہیں، چاہے کسی میں بھی پہلے پہن لو، مشقّت میں تو دونوں برابر ہیں، لیکن اگر ہمارے دِل میں سنّت پر عمل کا جذبہ ہو، تو اللہ تعالیٰ ہمارے دِل میں اس پر عمل کرنے کا خیال ڈالیں گے، اور اگر ہمارا جذبہ یہ نہیں ہے، تو پھر شیطان ہی اپنا کام کرجائے گا، اس لیے ساری سنّتوں پر عمل کا التزام کرو!

---

(۱) سنن أبوداود (۳۵)، سنن ابن ماجہ (۲۹۷)، وسنن الدارمی (۶۸۹).

(۲) صحيح البخاري (۵۸۵۵)، صحيح مسلم (۲۰۹۷)، سنن أبو داود (۴۱۳۹)، سنن الترمذي (۱۷۷۹)، مؤطامالک (۲۶۶۰).

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

حضرت شاہ فضلِ رحمٰن صاحب گنج مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ صاحبِ نسبت بننا بہت آسان ہے۔ جب آپ سونے کا ارادہ کرو، تو یہ سوچ کر وضو کرو کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب سوتے تھے تو باوضو سوتے تھے، گویا وضو کرتے وقت اپنے ذہن میں یہ بات تازہ کرو کہ یہ عمل نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا طریقہ ہے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کرتے تھے، اس لیے میں کررہا ہوں، یہ استحضار گویا ایک طرح کا احتساب ہے، اسی احتساب کے نتیجے میں آدمی صاحبِ نسبت بنتا ہے۔ کہنے کا حاصل یہ ہے کہ آداب پر بھی عمل کا اہتمام کرو، ہر کام کا وہی طریقہ اَپناؤ جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تھا، پھر دیکھو کہ اللہ تبارک تعالیٰ کے ساتھ کیسا تعلق قائم ہوتا ہے۔

صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین اور اُن کے بچّے بچّے کا جذبہ دیکھو! حضرت عمر بن ابوسلمہ رضی اللہ عنہ جو امّ المؤمنین حضرت امّ سلمہ رضی اللہ عنہا کے صاحبزادے ہیں، اور ان کے والد حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ شروع میں اسلام لانے والوں میں سے ہیں، ہجرت کرکے حبشہ بھی تشریف لے گئے تھے، پھر ان کے انتقال کے بعد حضرت امّ سلمہ رضی اللہ عنہا کا نکاح حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ہوا، تو پہلے شوہر سے اُن کو جو اولاد تھیں، یہی عمر بن ابوسلمہ اور زینب بنت ابوسلمہ، ان کو بھی ساتھ میں لے کر آئیں، اسی لیے جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں پیغامِ نکاح بھیجا تھا تو انہوں نے یہ کہہ کر معذرت بھی کی تھی کہ میرے بچّے ہیں، کہیں اُن کی وجہ سے آپ کو تکلیف نہ ہو، لیکن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی حرج نہیں! بہر حال! نکاح کے نتیجے میں یہ بچّے بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پرورش میں آئے۔

تو حضرت عمر بن ابوسلمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ کھانے کا وقت آیا، تو میں نے بچّوں کی عادت کے مطابق پلیٹ میں اِدھر اُدھر ہاتھ مارا، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: «يَا غُلَامُ!

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

سَمِّ اللّٰهَ، وَكُلْ بِيَمِيْنِكَ وَكُلْ مِمَّا يَلِيْكَ» (اے چھوکرے! جب تم کھانے کے لیے بیٹھو تو بسم اللہ پڑھو اور دائیں ہاتھ سے کھاؤ اور اپنے سامنے سے کھاؤ!) حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ تین نصیحتیں فرمائیں، حضرت عمر بن ابوسلمہ رضی اللہ عنہ یہ نقل کر کے کہتے ہیں: «فَمَا زَالَتْ تِلْكَ طِعْمَتِي بَعْدُ»[۱] (حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبانِ مبارک سے یہ ارشاد سننے کے بعد ہمیشہ کے لیے میرے کھانے کا یہی طریقہ ہو گیا)

دیکھو! ایک بچّہ ہے، لیکن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نصیحت ایسی پکڑی کہ پوری زندگی اُس میں کوئی آنچ نہیں آنے دی۔ اور ایک ہم ہیں کہ بڑے ہو گئے، آپ کی سنّتیں پڑھتے ہیں، یاد بھی کرتے ہیں، لیکن عمل کا وہ اہتمام نہیں جو ایک بچّے کی طرف سے ہوا تھا۔

......تو کبھی یہ شکایت نہ ہوگی

خیر! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ سوتے وقت کا ایک ادب یہ ہے کہ سونے سے پہلے وضو کر لیجیے، باوضو سونا چاہیے۔ سونے کے آداب میں سے ہے: بستر پر جب جاؤ، تو لیٹ مت جاؤ، پہلے بیٹھو! تسبیحِ فاطمی پڑھو اور اس کے بعد سورۂ بقرہ کا اوّل: «الٓمّٓ» سے «هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ» تک، «اٰمَنَ الرَّسُوْلُ» سے اخیر سورت تک، آیت الکرسی اور چاروں قُل بسم اللہ سمیت پڑھ کر ہتھیلی پر دَم کر کے اپنے چہرے اور پورے جسم کے اوپر پھیر دو، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روزانہ یہی عمل کرتے تھے۔[۲] اِس طرح کر لو گے، تو رات بھر اللہ کی حفاظت میں رہو گے، آج کل لوگ بڑی شکایتیں کرتے ہیں، کسی نے جادو کر دیا، جنّات نے آ کر اس طرح پریشان کیا، اللہ کے

---

(۱) صحيح البخاري (۵۳۷۶، ۵۳۷۷، ۵۳۷۸)، صحيح مسلم (۲۰۲۲)، سنن أبو داود (۳۷۷۷)، سنن الترمذي (۱۸۵۷)، وسنن ابن ماجه (۳۲۶۵، ۳۲۶۷).

(۲) صحيح البخاري (۵۰۱۷، ۲۳۱۱، ۵۰۰۹)، وسنن أبو داود (۵۰۵۵).

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

رسول نے ہم کو اِن ساری چیزوں سے بچنے کے لیے جو دعائیں سکھلائی تھیں، اُن کا ہم اہتمام نہیں کرتے، اس لیے اس مصیبت میں گرفتار ہوتے ہیں، ان دعاؤں کا اہتمام کریں گے، تو کبھی یہ فریاد نہیں ہوگی، بہر حال! اِس کا اہتمام کرو!

بیت الخلاء جانے اور نکلنے کا طریقہ

ہر کام کے لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے طریقہ اور اَذکار بھی بتلائے ہیں کہ اُس موقع پر کیا کرنا ہے اور کیا پڑھنا چاہیے؛ ان دونوں کا ہمیں اہتمام کرنا ہے۔ مثلاً: ایک آدمی بیت الخلا جانا چاہتا ہے، تو ایک تو یہ ہے کہ آپ – جیسا کہ ہماری عادت ہوتی ہے کہ دوڑے بھاگے گئے، دروازہ کھولا اور گھس گئے، کونسا پاؤں پہلے اور کونسا پاؤں بعد میں رکھنا ہے، یہ بھی یاد نہیں رہتا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم کو یہ طریقہ بتلایا کہ اگر آپ بیت الخلاء جانا چاہتے ہیں، تو اندر بایاں قدم رکھنے سے پہلے یہ دعا پڑھ لیجیے: «بِسْمِ اللهِ اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ»[1] اور پھر داخل ہونا ہے، داخل ہونے میں بھی پہلے اُلٹا پاؤں اندر رکھیے، پھر سیدھا پاؤں رکھیے، اور فارغ ہونے کے بعد جب نکلنے کا وقت آئے، تو پہلے سیدھا پاؤں نکالیے، پھر اُلٹا پاؤں باہر نکالیے، اور باہر آنے کے بعد یہ دعا پڑھ لیجیے: «غُفْرَانَكَ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ أَذْهَبَ عَنِّيَ الْأَذٰى وَعَافَانِيْ»[2]۔ تو دیکھو! حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دو چیزیں بتلائیں: اندر جانے کا طریقہ اور ذکر اور نکلتے وقت کا طریقہ اور ذکر۔

---

(۱) صحيح البخاري (۱۴۲)، صحيح مسلم (۳۷۵)، سنن أبو داود (۴)، سنن الترمذي (۵،۲)، سنن النسائي (۱۹)، وسنن ابن ماجه (۲۹۸).

(۲) خلاصة الأحكام للنووي (۱/۱۷۱)، وزاد المعاد (۲/۳۵۲).

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

بھول سے بھی کام سنّت کے خلاف نہ ہو

ایسے ہی مسجد میں کوئی آدمی جارہا ہے، تو مسجد میں داخل ہوتے وقت «بِسْمِ اللّٰهِ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ، اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِيْ أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ» پڑھ لے، اور دایاں پاؤں پہلے اندر رکھے، پھر بایاں پاؤں، نکلتے وقت «بِسْمِ اللّٰهِ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ، اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ» پڑھے، اور بایاں پاؤں پہلے نکالے اور دایاں پاؤں بعد میں نکالے،[1] ایسے ہی کھانے سے پہلے ہاتھ دھونا چاہیے، «بِسْمِ اللّٰهِ» پڑھنی چاہیے، دائیں ہاتھ سے کھانا؛ یہ سب کھانے کے آداب اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا طریقہ ہے۔ ہر وہ کام جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا، اگر ہم اُس طریقے کے مطابق اُس کو انجام دیں گے، تو اُس کی بڑی برکتیں ہیں، ہماری زندگی میں ایک انقلاب پیدا ہوجائے گا۔ شروع میں ذرا بھاری معلوم ہوتا ہے، لیکن اگر آپ دھیان اور توجہ سے کام لیں گے، تو دھیرے دھیرے عادت پڑ جائے گی اور پھر اِن دعاؤں پر اور اِن ہدایتوں پر عمل کرنا آسان ہوجائے گا۔ اس لیے عادت ڈالو، اور ایسی عادت ڈالو کہ کبھی بھول سے بھی سنّت کے خلاف ہونا نہیں چاہیے۔

بہر حال! یہ تو چند آداب میں نے بتلائے، ان کے علاوہ اور بھی بہت سارے آداب ہیں، ان کو سیکھنا ہے اور ان کے مطابق ہمیں اپنی زندگی کو ڈھالنا ہے۔

بے ہوشی میں بھی سنّت کے خلاف نہ کیا

حضرت مجدّد الفِ ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات میں لکھا ہے کہ اُن کے یہاں سنّت کا اتنا

---

(1) صحيح مسلم (٧١٣)، سنن أبو داود (٤٦٥)، سنن النسائي (٧٢٩)، وسنن ابن ماجه (٧٧٢).

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

زیادہ اہتمام تھا کہ بے ہوشی کی حالت میں بھی اُس کے خلاف نہیں ہوتا تھا۔ ایک مرتبہ بیمار ہوئے، بیماری میں بے ہوش ہو گئے اور بے ہوشی کی حالت میں پیشاب نکل گئی اور پاجامہ خراب ہو گیا تھا۔ خدّام بدلوانے کے لیے کپڑے نکال رہے تھے، تو نکالنے والے نے بھول سے پہلے دایاں پائینچہ نکالنا چاہا، تو بے ہوشی کی حالت میں پاؤں جھٹک دیا۔ حالانکہ اُس وقت ہوش میں نہیں تھے، لیکن سنّت پر اِتنا زیادہ عمل کا اہتمام تھا۔ بہر حال! آپ بھی اِس کا اہتمام کرنے کی کوشش کریں گے، تو گویا برکات وانوار کا حصول آسان ہو جائے گا۔

گناہوں سے پرہیز

اَبھی ہم نے عہد کیا ہے کہ کوئی گناہ نہیں کریں گے، تو ہر گناہ سے ہمیں اپنے آپ کو بچانا ہے۔ یہ بات یاد رکھیے! ایک مؤمن ہونے کی حیثیت سے کوئی گناہ بالا رادہ تو ہمیں کرنا ہی نہیں ہے، ایک مؤمن کے ایمان کا تقاضا ہی یہ ہے کہ گناہ کو گناہ جانتے ہوئے ہرگز نہ کرے، ہاں! اگر اُس سے کبھی ہو جائے، تو یہ سمجھ لیا جائے گا کہ شیطان کے بہکاوے میں آ کر گناہ کر لیا، ورنہ گناہ معلوم ہونے کے باوجود تو ہرگز گناہ نہیں کرنا ہے۔

حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے فضائل میں جہاں نماز اور وضوء سے گناہ معاف ہونے کی بات لکھی ہے، وہاں لکھا ہے کہ اس سے صغائر مراد ہیں، کبائر تو بغیر توبہ کے معاف نہیں ہوتے۔ حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ یہ بھی لکھتے ہیں کہ میرے والد مولانا یحییٰ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ ”کوئی کبیرہ گناہ تو مؤمن کے نامۂ اعمال میں ہو ہی نہیں سکتا۔“(۱) یعنی کوئی مؤمن بہ حیثیت مؤمن ہونے کے کسی بڑے گناہ کا ارتکاب کر ہی نہیں سکتا، اور اگر خدانخواستہ کر بھی لیا، تو جب تک

---

(۱) فضائل اعمال (۱/۲۰۶)، ط: ایم۔ چیریٹیبل ٹرسٹ، طبع اول (۱۴۳۳ھ)۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

توبہ نہ کرے اور اس کو معاف نہ کروالے، وہاں تک اُس کو چین نہیں پڑے گا، اگر انہوں نے ہمارا زمانہ دیکھا ہوتا تو پتہ نہیں کیا ہوتا۔

کہنے کا حاصل یہ ہے کہ بچنے کی چیزوں میں ہر گناہ سے ہمیں اپنے آپ کو بچانا ہے۔ گناہ کا مطلب ہی یہ ہے کہ وہ کام جس کے ارتکاب سے اللہ تعالیٰ نے ہمیں منع فرمایا ہے، ان سے بچنے کا اہتمام کرو اور اگر غفلت کی وجہ سے ہو جائے، تو جب تک کہ توبہ نہ کر لیں، وہاں تک چین آنا نہیں چاہیے، ہر قسم کے گناہوں سے اپنے آپ کو بچائیے؛ خاص طور پر چار گناہ ایسے ہیں کہ اگر آپ نے اُن سے بچنے کا اہتمام کیا، تو دوسرے گناہوں سے بچنا آپ کے لیے آسان ہو جائے گا۔

بدنگاہی کے ساتھ تعلق مع اللہ قائم نہیں ہوسکتا

① **بدنگاہی:** آنکھ کا غلط استعمال،(Misuse): نامحرم عورتیں، بے ریش لڑکوں کی تصویریں دیکھنا، آج کل تو اِن موبائلوں میں سب کچھ ہوتا ہے، رات رات بھر نوجوان موبائل لے کر بیٹھے رہتے ہیں؛ یہ سب بدنگاہی میں آجاتا ہے۔ گھر میں اپنا کمرہ بند کر کے بیٹھے ہیں، لوگ تو یہ سمجھتے ہیں کہ اپنے آپ کو گناہوں سے بچا رہا ہے، حالانکہ درحقیقت گناہ کے لیے ماحول سازگار کر رہا ہے۔ موبائل کے غلط استعمال کی ایسی لت پڑ جاتی ہے کہ اچھے اچھے لوگ؛ بلکہ بعض اہلِ علم بھی اس کا شکار ہو جاتے ہیں، خود وہ اقرار کرتے ہیں کہ ایسے ایسے گناہ میں مبتلا ہو گیا ہوں، اور پھر یہ بیماری باوجود چاہنے کے چھوٹنے کا نام نہیں لیتی۔ اللہ کے بندو! رو رو کر اور گڑگڑا کر اللہ تعالیٰ سے معافی مانگو اور دعا کرو کہ اللہ! یہ گناہ ہم سے چھڑا دے۔ جیسے: کسی آدمی کو کینسر ہو گیا ہو اور ڈاکٹروں نے متفقہ طور پر کہہ دیا ہو کہ اِس کے

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

نتیجے میں تمہاری موت یقینی ہے، تو وہ آدمی کیسا رو رو کر اور گڑگڑا کر اللہ سے شفا کی دُعا کرے گا! ایسے ہی رو رو کر اور گڑگڑا کر اللہ سے دُعا کرنے کی ضرورت ہے۔ یہ بدنگاہی یوں تو بڑی معمولی چیز معلوم ہوتی ہے، لیکن بڑا خطرناک گناہ ہے۔

اس گناہ کے ساتھ کبھی تعلق مع اللہ قائم نہیں ہوسکتا

بزرگوں نے لکھا ہے کہ بدنگاہی کے ساتھ کسی کے دِل کا تعلق اللہ کے ساتھ قائم نہیں ہوسکتا، آپ اگر اپنے دِل کا تعلق اللہ سے قائم کرنا چاہتے ہیں، تو پہلا کام یہ ہے کہ اپنے آپ کو بدنگاہی سے بچاؤ۔ بدنگاہی کے نقصانات کی کوئی انتہا نہیں ہے، بعض مرتبہ یہ گناہ آدمی کے لیے سوئے خاتمہ (مرتے وقت ایمان کے چھین لیے جانے) کا ذریعہ بن جاتا ہے، لوگوں نے اس کے واقعات لکھے ہیں، اِس لیے اِس سے اپنے آپ کو بچانے کا خوب اہتمام کیجیے۔

میرا ایک رسالہ ہے: ”نگاہ اور شرم گاہ کی حفاظت“، اُس کو پڑھیے، اُس میں بدنگاہی کے تعلق سے احادیث بھی ہیں اور آنکھ کی حفاظت کے طریقے بھی بتلائے گئے ہیں۔ اس کے علاوہ بزرگوں کے اور بھی رسائل ہیں، حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا رسالہ ہے، حضرت قاری سیّد صدیق احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا رسالہ ہے، دیگر اور بھی رسائل ہیں، ان کو پڑھو اور اپنے دِل میں اس گناہ کی سنگینی پیدا کرو اور اِس سے بچنے کا اہتمام کرو۔

سب سے زیادہ گناہ زبان سے ہوتے ہیں

(۲) **بدزبانی:** زبان کی بے احتیاطی اور اس کے غلط استعمال سے بچو! یہ زبان ایک ایسا عضو ہے جس سے بہت سارے گناہ ہوتے ہیں۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے ”اِحیاء العلوم“

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

میں انسان کے مختلف اعضاء سے جو گناہ سرزد ہوتے ہیں، ہر ہر عضو کا نام لے کر اس کی تفصیل ذکر کی ہے، سب سے زیادہ جو گناہ سرزد ہوتے ہیں، وہ زبان سے ہوتے ہیں، انہوں نے جہاں زبان سے ہونے والے گناہوں کی تفصیل لکھی ہے، اُس کے شروع میں انہوں نے لکھا ہے کہ «جِرْمُهُ صَغِيْرٌ وجُرْمُهُ كَبِيْرٌ»(۱) وہ ہے تو چھوٹا نک بھر کی، لیکن ہے بڑی خطرناک۔

حدیث میں ہے کہ جب صبح ہوتی ہے، تو جسم کے سارے اعضاء زبان کے آگے معافی مانگتے ہیں؛ گڑگڑاتے ہیں کہ بھئی! تُو سلامت رہنا، اگر تُو سلامت رہے گی، تو ہم سلامت ہیں، اور اگر تُو اِدھر اُدھر ہوگئی، تو ہماری خیر نہیں ہے۔(۲) بگڑتی یہ ہے اور مار دوسرے اعضاء کو پڑتی ہے۔ بہرحال! یہ بدزبانی بھی بڑی خطرناک چیز ہے، اِس سے اپنے آپ کو بچاؤ، میں تو عام طور پر اہلِ علم سے کہتا ہوں کہ اگر آپ نے اپنی آنکھ اور زبان؛ اِن دو چیزوں کی حفاظت کر لی، تو بس آپ ولی ہیں! ہماری (اہلِ علم کی) ولایت کے لیے ان دو کی حفاظت کافی ہے۔

بدگمانی سے بچو

۳ **بدگمانی:** ہمارا نفس بڑا شریر ہے، وہ ہمیں دوسروں میں مشغول رکھتا ہے، وہ ہم سے کہتا ہے کہ فلاں ایسا ہے، فلاں ویسا ہے، جو شریر طالبِ علم ہوتا ہے نا! وہ ایسی شرارتیں کرتا ہے کہ لوگ دوسری چیزوں میں مشغول ہوجائیں اور دوسروں کو اس کی شرارتوں کی طرف دھیان دینے کا موقع نہ ملے۔ ہمارا نفس بھی ہمیں دوسروں میں لگا دیتا ہے اور اپنی ذات بُھلا

(۱) إحياء العلوم (۱۰۸/۳).

(۲) سنن الترمذي (۲۴۰۷) ومسند أحمد (۱۱۹۰۸).

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

دیتا ہے۔ہمیں اپنا جائزہ لیتے رہنا چاہیے،کبھی بھی دوسروں کو دیکھنے کی ضرورت نہیں ہے، ہمارا نفس کہے کہ فلاں ایسا ہے،تو ہم پہلے اُس سے کہیں کہ تُو پہلے اپنے آپ کو درست کر لے نا! اُس کی فکر میں کیوں پڑا ہے۔ بہادر شاہ ظفر کا شعر ہے:ــہ

جب تک نہ تھی اپنی خبر
دیکھتے رہے اوروں کے عیب وہنر
جب پڑی اپنے عیبوں پے نظر
دُنیا میں کوئی بُرا نہ رہا

جب تک اپنے عیبوں پر دھیان نہیں تھا،سب کو دیکھتے تھے کہ یہ ایسا ہے، وہ ویسا ہے، لیکن جب اپنے عیبوں پر نظر گئی تو پتہ چلا کہ مجھ جیسا بُرا تو کوئی نہیں ہے۔

بدگمانی کا آسان علاج یہ ہے کہ ہم لوگوں کے تجسّس اور ٹوہ میں نہ رہیں۔ انسانی مزاج تجسّس والا ہے،خواہ مخواہ بغیر کسی فائدے کے لوگ دوسروں کی ٹوہ میں لگے رہتے ہیں، حالاں کہ نہ اس پر آپ کو کوئی تنخواہ مل رہی ہے، نہ کوئی ثواب؛ اس لیے دوسروں کی فکر چھوڑو اور اپنی فکر میں لگو۔

بعض لوگ تو ایسے بھی ہوتے ہیں کہ اِس سلسلے میں کوئی اللہ کا بندہ اخلاص کے ساتھ ان کو توجہّ دلاتا ہے،تو وہ اُس سے اُلجھ جاتے ہیں، یہ بڑی عجیب بات ہے! ارے بھائی! آپ کے کپڑوں پر پیچھے کی طرف سے کوئی چنگاری لگ جائے اور کوئی شخص آپ کو اس کی طرف متوجہ کرے تو آپ کیا کریں گے؟ اُس کا شکریہ ادا کریں گے اور اُس سے کہیں گے کہ اچھا کیا کہ آپ نے بتا دیا، ورنہ پتہ نہیں میرا کیا ہوتا! دُنیا کے نقصان کے خاطر تو آپ اُس آدمی

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

کا شکریہ ادا کرتے ہیں، اور ایک طرف کوئی آپ کو آپ کی بُرائیوں اور غلطیوں کی طرف متوجہ کرتا ہے تو آپ اُس سے اُلجھ جاتے ہیں، حالانکہ یہ آپ کی آخرت کو برباد کرنے والی چیز ہے، اس لیے اِس چیز سے اپنے کو بچانے کی ضرورت ہے۔

حرام غذا سے بچیے

④ **حرام غذا، حرام لقمہ:** پیٹ میں جو حرام غذا جاتی ہے، وہ ساری خرابیوں کی جڑ ہے، سارے گناہ اُس کی وجہ سے سرزد ہوتے ہیں۔ جیسے: اگر ہمارے پیٹ میں بگڑا ہوا ،سڑا ہوا کھانا پہنچ گیا،تو جسم بیمار ہوجائے گا نا! خواہ ہمیں اُس کا سڑنا یا زہر آلود ہونا معلوم ہو یا نہ ہو، اگر ہم نے زہریلی غذا بھول سے کھالی تو کیا پیٹ یہ کہے گا کہ ”اِس بیچارے نے بھول سے کھائی ہے؛ اِس لیے نقصان مت پہنچا؟“ چاہے بھول سے کھاؤ یا جان بوجھ کر، جیسے ہی وہ غذا پیٹ میں جائے گی اپنا رنگ لا کر رہے گی۔ ایسے ہی حرام غذا پہنچے گی،تو ہماری رُوح بیمار ہوجائے گی اور اس کے نتیجے میں جو جذبات پیدا ہوں گے، وہ گناہ ہی کروائیں گے، نیکی نہیں کروائیں گے۔ اس لیے حرام غذا سے بھی اپنے آپ کو بچانے کی ضرورت ہے۔

حلال غذا کھائیں گے تو ہم چاہیں یا نہ چاہیں، دل میں اچھے خیالات آئیں گے، نیک کام کرنے کا داعیہ پیدا ہوگا۔ آپ نے ایک چیز کا اندازہ کیا ہوگا کہ کسی واعظ کی مجلس یا کسی اللہ والے کی محفل میں دین کی کوئی بات سنتے ہیں تو دل میں یہ خیال آتا ہے کہ مَیں بہت برا ہوں، مَیں بڑا گنہگار ہوں، اب سے گناہ چھوڑ دوں گا، اُس مجلس میں بیٹھے بیٹھے پکے ارادے کیے؛ لیکن گھر آنے کے بعد پھر گناہ سرزد ہوجاتے ہیں، تو اِس کا بڑا سبب ہماری وہ حرام غذا ہے جو پیٹ میں پڑی ہوئی ہے، وہ ہمیں کام کرنے نہیں دیتی؛ اِس لیے حرام لقمے سے اپنے

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

آپ کو اور گھر والوں کو بچانا چاہیے، گھر والوں میں نافرمانیاں آنے کے اسباب میں سے ایک سبب یہ بھی ہے۔

بہر حال یہ چار بڑے بڑے گناہ ہیں، اِن سے بچو گے تو امید ہے کہ دوسرے گناہوں سے بچنا آسان ہو جائے گا۔

گناہوں پر اصرار ایمان کو ختم کرنے والی چیز ہے

کوشش یہی ہو کہ کوئی بھی گناہ ہم سے نہ ہو، اور ہماری کوشش کے باوجود خدا نہ کرے، خدا نہ کرے کوئی گناہ ہو گیا، تو فوراً توبہ کرو! جب تک توبہ نہ کرلیں، وہاں تک چین پڑنا نہیں چاہیے، آج کل ہماری سب سے بڑی غفلت یہی ہے کہ گناہ تو کرتے ہیں، ساتھ میں توبہ کا بھی اہتمام نہیں کرتے، حالانکہ گناہوں کے اوپر اصرار ایمان کو ختم کرنے والی چیز ہے، اِس لیے اِس کا اہتمام ہونا چاہیے کہ ہم گناہ سے بچیں اور اگر ہو جائے، تو فوراً توبہ کرلیں۔

توبہ گناہوں کا تریاق ہے

جیسے ہم کبھی بھی کپڑوں پر جان بوجھ کر دھبے نہیں ڈالتے، خود تو دھبے کیا ڈالتے؛ بلکہ جب گھر سے کپڑے پہن کر نکلتے ہیں تو پہلی کوشش یہ ہوتی ہے کہ کپڑوں پر کوئی دھبہ، کیچڑ، پیشاب اور گوبر وغیرہ نہ لگ جائے، اِس کے باوجود اگر لگ گیا تو فوراً ہی دھو دیتے ہیں، گھر آنے کا بھی انتظار نہیں کرتے، راستے میں جہاں کہیں پانی نظر آتا ہے دھو دیتے ہیں۔ ہماری طبیعت گوارا نہیں کرتی کہ کپڑوں پر دھبہ ہو، سوچتے ہیں کہ لوگ کیا کہیں گے؟ حالاں کہ ہم ایک دو دن کے بعد یہ کپڑے اُتار کر دوسرے پہننے والے ہیں؛ لیکن پھر بھی کپڑوں کا اِتنا زیادہ خیال رکھتے ہیں۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

کپڑا صاف کرنے میں تو پھر بھی دیر لگتی ہے لیکن توبہ میں اِتنی بھی دیر نہیں لگتی، گناہ ہوتے ہی اللہ تعالیٰ کی طرف دھیان کیا، دل میں پچھتاوا ہوا، اور پکّا ارادہ کرلیا کہ اب دوبارہ یہ گناہ نہیں کریں گے؛ بس توبہ ہوگئی۔ دو رکعت پڑھنا بھی ضروری نہیں ہے، پڑھ لیں تو اچھا ہے۔ خلاصہ یہ کہ توبہ میں دیر نہ کیجیے، توبہ میں دیر کروگے تو اللہ تعالیٰ سے دوری بڑھتی جائے گی۔

”ترمذی شریف“ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بندہ جب کوئی گناہ کرتا ہے تو اُس کے دل میں ایک کالا دھبہ لگ جاتا ہے، پھر اگر اُس نے وہ گناہ چھوڑ دیا اور اللہ تعالیٰ سے معافی مانگ لی؛ توبہ کرلی تو دل صاف ہوجاتا ہے، اور اگر اُس نے گناہ کے بعد توبہ اور استغفار کے بغیر دوسرے گناہ کیے، تو دل کی سیاہی اَور بڑھ جاتی ہے، یہاں تک کہ دل پر چھا جاتی ہے۔[1]

بہت سے حضرات کہتے ہیں کہ آپ سے بیعت ہوئے، اِس کے بعد تسبیح پڑھتے رہے، آٹھ دس روز تو بہت جی لگا، بہت اچھی پابندی بھی ہوئی، پھر دس روز کے بعد معاملہ ڈھیلا پڑ گیا، پہلے جیسی پابندی نہ رہی۔ تو مَیں اُن سے کہا کرتا ہوں کہ: وہ بیعت ہونے کے بعد تازہ تازہ معاملہ تھا، گناہ سے بھی بچتے رہے، اور آٹھ دس روز کے بعد کچھ گناہ ہوئے جنھوں نے اپنا اثر دکھلانا شروع کردیا، اگر اِن گناہوں سے فوراً توبہ کرلی ہوتی تو یہ نوبت نہ آتی۔ توبہ نہ کرنے کی وجہ سے ایسے ہی اثرات مرتب ہوتے ہیں؛ جی نہیں لگتا، نیک کاموں پر پابندی نہیں رہتی۔

گناہوں میں بدنگاہی کا سب سے بڑا اثر یہ ہے کہ عبادت سے جی ہٹ جاتا ہے، اللہ

---

(١) سنن الترمذي (٣٣٣٤)، سنن ابن ماجه (٤٢٤٤) ومسند أحمد (٧٩٥٢).

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

تعالیٰ فرماتے ہیں کہ بدنگاہی کی وجہ سے مَیں بندے سے میری عبادت کا لُطف اور مزہ چھین لیتا ہوں۔ کھانے کے معاملے میں ہماری طبیعت بڑی حسّاس ہے کہ اگر ہم کو کھانے میں مزہ نہ آئے تو دو تین دن بھی برداشت نہیں کریں گے، ڈاکٹر کے پاس جائیں گے اور اُن سے عرض کریں گے: ڈاکٹر صاحب! کھانا کھاتے ہیں؛ لیکن کچھ لطف اور مزہ نہیں آتا، کیا بات ہے؟ ڈاکٹر صاحب کہیں گے: یہ بیماری ہے، جلدی سے علاج کراؤ، اِس کے برخلاف اگر عبادت، ذکر وتلاوت میں لُطف نہیں آتا تو اُس کو سالہا سال سے چلا رہے ہیں، ہم علاج کی کوشش نہیں کرتے؛ اِس لیے ضرورت ہے کہ ہم اِس کی طرف خصوصی توجہ دیں، اور ہرگز غفلت وکوتاہی سے کام نہ لیں!

مذکورہ ہدایات پر عمل کا آسان طریقہ

ان ساری ہدایات پر عمل کا آسان طریقہ یہ ہے کہ اپنا ماحول، اپنا اُٹھنا بیٹھنا، اپنی دوستی، اپنا حلقۂ احباب نیک لوگ ہوں۔ اللہ کے نیک بندوں کے ساتھ اُٹھو، بیٹھو، اُن کے ساتھ رہیں گے، تو اِس سے ہمیں بھی نیکی کی توفیق حاصل ہوگی، اور غلط لوگوں کے ساتھ بیٹھیں گے، تو ہم بھی بُرائیوں میں مبتلا ہو جائیں گے۔ کوئی آدمی کتنا ہی بدمعاش ہو، اگر نیک ماحول میں جائے گا، تو تھوڑے دِنوں کے بعد ساری بُرائیاں چھوٹ جائیں گی، نیک بن جائے گا، اور کوئی آدمی کتنا ہی نیک ہو، غلط صحبتیں اختیار کرے گا، تو چند دِنوں میں وہ ختم ہو جائے گا، اس لیے ہمیں اپنی صحبت کا خاص خیال رکھنا ہے۔ ؎

صحبتِ صالح تُرا صالح کند
صحبتِ طالح تُرا طالح کند

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

(نیک لوگوں کی صحبت آپ کو نیک بنائے گی، بُرے لوگوں کی صحبت آپ کو بُرا بنائے گی)

صحبت تو بے جان چیزوں میں بھی اثر کرتی ہے۔ آپ اپنے کپڑوں کی بیگ (Bag) میں خوشبودار گولیاں رکھیں گے، تو جب آپ اپنے کپڑے نکالیں گے تو آپ کے کپڑے بھی خوشبودار ہو جائیں گے۔ کپڑے بھی بے جان، گولی بھی بے جان، لیکن کچھ وقت کے لیے دونوں ساتھ رہے تو اس کا یہ اثر ہوا۔ اردو کی کہاوَت ہے: "خربوزہ خربوزے کو دیکھ کر رنگ پکڑتا ہے"، یہ حقیقت ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ نیک صحبت میں رہو گے تو نیک بنو گے، بُری صحبت میں رہو گے تو بُرے بنو گے؛ لہٰذا اگر آپ نیک بننا چاہتے ہیں اور اِن نیک اَعمال پر عمل کرنا آسان بنانا چاہتے ہیں، تو اچھے ماحول میں رہو اور بُرے ماحول سے اپنے آپ کو دُور رکھو۔

اگر آپ کسی ایسی جگہ پر رہتے ہیں جہاں کوئی اللہ کا نیک بندہ رہتا ہے، تو اُس کو اپنے لیے غنیمت سمجھو، اُس کے پاس روزانہ جاتے رہو، پانچ منٹ ہی سہی، لیکن جاؤ! روزانہ نہ ہو تو ہفتے میں، ورنہ مہینے میں ایک بار تو ضرور جاؤ، اس کا فائدہ ضرور ہوگا۔ جو لوگ اس کا اہتمام کرتے ہیں وہ اس کا فائدہ محسوس کرتے ہیں، آدمی کی اصلاح کرنے والی اصل چیز کتاب نہیں، صحبت ہے! اس لیے اس کا اہتمام کرنا چاہیے۔

آپ یوں نہ سمجھیں کہ ہم تو مدرسے میں رہتے ہیں، ہمیں کون بگاڑ سکتا ہے، ایسا نہیں ہے! مدرسے میں بھی ایسے ساتھی مل جاتے ہیں، جو ہمارے بگاڑ کا سبب بن جاتے ہیں۔ اس لیے اپنے آپ کو خاص طور پر بچاتے ہوئے اچھے ماحول کو اختیار کیجیے، تو ان شاء اللہ نیکی کی

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

توفیق ہوگی، یہ گویا نیک بننے کا آسان راستہ ہے ﴿یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ﴾[1] (اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو، اللہ کی نافرمانی سے بچو اور اللہ کے نیک بندوں کے ساتھ رہو) یہ نیک بندوں کے ساتھ رہنا خود ہی نافرمانی سے بچاؤ کا ذریعہ ہے، ان کی صحبت کا دِل پر اثر پڑتا ہے، اِس لیے اِس کا اہتمام ہونا چاہیے۔

جب ہم نے توبہ کرلی تو گویا ہم پیشاب کے گڑھے میں سے باہر نکل آئے، کپڑے اُتارے، غسل بھی کیا اور دُھلے ہوئے کپڑے بھی پہنے، پھر بعد میں اُسی گڑھے میں جا گرے، تو اِس کا کچھ حاصل نہ نکلا۔ یا جیسے بچہ ناپاک ہوا، پیشاب، پاخانہ لگا، ماں نے اُس کو خوب دھلایا، پاؤڈر لگایا، نئے کپڑے پہنائے اور خوشبو لگائی، بچہ پھر اُسی پیشاب و پاخانہ میں جا گرا تو یہ ساری محنت رائیگاں گئی، جب ہم نے توبہ کی ہے تو گناہوں سے بچنا بے حد ضروری ہے؛ ورنہ ہماری مثال اِسی پیشاب و پاخانے کے گڑھے میں دوبارہ گرنے والے کی سی ہے۔

گناہوں سے بچنے کے لیے برے ماحول سے بچنا ضروری ہے؛ اب تک اگر ہمارا ماحول اچھا نہیں تھا، ہمارا فرینڈ سرکل (دوستوں کا حلقہ) غلط تھا، اب اُس کو خیرباد کہہ دیجیے، ہماری لائن بدلی ہے؛ اِس لیے دوستی بھی بدلنی پڑے گی۔ اچھے، نیک، نمازی، نیکیوں کا اہتمام کرنے والے، گناہوں سے بچنے والے اور لوگوں کے حقوق ادا کرنے والے لوگوں کے ساتھ اُٹھو بیٹھو۔ آدمی جس ماحول میں رہتا ہے ویسا ہی بنتا ہے، نمازیوں کی صحبت میں آدمی نمازی بنتا ہے، چناں چہ جب نماز کا وقت آئے گا اور وہ نماز کے لیے جائیں گے، تو ہمیں بیٹھا رہنا اچھا معلوم نہیں ہوگا، کم از کم شرما شرمی میں بھی اُن کے ساتھ نماز کے لیے ضرور

(۱) التوبة (۱۱۹).

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

جائیں گے، اور اگر بے نمازیوں کی صحبت میں رہیں گے تو چاہے آپ پکے نمازی ہی کیوں نہ ہوں، اور اذان ہوتے ہی مسجد میں جانے کا اہتمام کیوں نہ کرتے ہوں؛ لیکن مہینہ دو مہینے کے بعد ایک وقت آئے گا کہ آپ بھی اُن کی صف میں جا ملیں گے، ابتدا میں جماعت چھوٹے گی، پھر نمازیں بھی چھوٹتی رہیں گی؛ اِس لیے ضروری ہے کہ اچھی صحبت اور اچھے ماحول میں رہنے کی کوشش کی جائے، اور برے ماحول سے اپنے آپ کو بچانے کا اہتمام کیا جائے۔

محاسبۂ نفس

یہ کرنے، بچنے کی چیزوں کی تفصیل ہوگئی، اخیر میں ایک چیز یہ ہے کہ اپنا محاسبہ کرو! رات کو سوتے وقت سوچو کہ آج صبح اِسی بستر سے اُٹھ کر گیا تھا اور اَب سونے کے لیے پھر اِسی بستر پر آیا ہوں، اِس درمیان اِن چند گھنٹوں میں کیا ہوا؟ میں کہاں کہاں گیا؟ کس کی صحبت میں رہا؟ کیا کیا حرکتیں کیں؟ ان سب چیزوں کا جائزہ لو! اگر کوئی گناہ ہوا ہے تو توبہ کیے بغیر مت سوؤ! اور اگر نیک کام ہوئے ہیں، تو اللہ کا شکر ادا کرو کہ اے اللہ! میں تو اِس لائق نہیں تھا، میری تو یہ حیثیت نہیں ہے کہ میں ایسا نیک کام کر پاؤں، لیکن تُو نے ہی محض اپنے فضل سے نیکی کا یہ کام کروالیا، تیرا بڑا احسان ہے۔ قرآن میں باری تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ: ﴿لَئِن شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ﴾[1] (اگر تم شکر ادا کروگے تو ہم تمہاری نعمتوں میں اضافہ کریں گے) لہٰذا اگر شکر ادا کروگے تو اللہ تعالیٰ مزید نیکی کی توفیق عطا فرمائیں گے۔

یہ محاسبہ بہت ضروری ہے، ایک چھوٹی سی دُکان والا بھی شام کو حساب کرتا ہے کہ کتنا نفع کتنا نقصان ہوا؟ اور ہم کو اللہ تعالیٰ نے اِتنی قیمتی زندگی عطا فرمائی، اس کے چوبیس گھنٹے

---

(۱) ابراھیم (۷).

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

گذرے اور ہمیں پتہ ہی نہیں کہ وہ کیسے گذرے؟! نہ ہم اُن کا حساب کرتے ہیں نہ یہ جائزہ لیتے ہیں کہ ہم نے ان میں کیا کیا؟ اِس سے بڑی غفلت اور کیا ہوسکتی ہے! اس لیے محاسبے کی عادت ہونی چاہیے؛ یہ محاسبہ ہمیں اپنے حالات پر آگاہ رکھتا ہے، اس سے پتہ چلے گا کہ ہماری تجارت کھوٹ میں چل رہی ہے یا نفع میں چل رہی ہے۔

دیکھو! یہ خالی رسمی چیز نہیں ہے کہ بیعت ہوگئے اور بس! بیعت ہونا کسی بات کی گارنٹی نہیں ہے، بلکہ اصل تو عمل ہے، بیعت ہونے کا مقصد ہی یہ ہے کہ اِس کو آگے عمل کا ذریعہ بنائیں، اس لیے عمل کا اہتمام کیجیے، اللہ توفیق عطا فرمائے۔

نفس کے دھوکہ میں نہ آئیے

جو معمولات آپ کو بتائے گئے اُن کو پابندی سے کرتے رہیے، ایک دن بھی چھوٹنے نہ پائیں، ہمارا نفس کہتا ہے: ایک دو دن چھوٹ گیا تو کیا نقصان ہوگا، اِس میں کیا خرابی آجائے گی؟ تو آپ اِس کے دھوکہ میں آئے بغیر بلا ناغہ کرتے رہیے۔

ہم جسم کے سارے تقاضے وقت پر پورے کرتے ہیں: کھانا پینا، غسل کرنا، کپڑے بدلنا، سونا، آرام کرنا؛ اِن سب جسمانی ضرورتوں کا ہم نے ایسا ٹائم ٹیبل بنایا ہے کہ ذرا بھی اُس کو نہیں چھوڑتے۔ مثلاً: صبح اُٹھتے ہی پہلے غسل کرتے ہیں، روزانہ کپڑے بدلتے ہیں، دو وقت کا کھانا ٹائم پر کھاتے ہیں، وقت پر ناشتہ کرتے ہیں؛ غرض ہر کام ٹائم ٹیبل کے مطابق کرتے ہیں، اور لوگوں سے فخریہ بیان بھی کرتے ہیں کہ اِس نظام میں کوئی فرق نہیں آتا۔ اگر دنیا میں کوئی بڑے سے بڑا حادثہ پیش آجائے، مثلاً: زلزلہ آجائے، طوفانی بارش ہوجائے، کسی رشتہ دار کا انتقال ہوجائے؛ تو کیا کبھی ہمارا ناشتہ چھوٹا؟ ہم نے دوپہر کا کھانا

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

چھوڑا؟ کبھی نہیں، ہمیں کبھی بمبئی جانے کی ضرورت پیش آئی، ٹرین میں جگہ نہیں ملی، کھڑے کھڑے جارہے ہیں تب بھی کھانا نہیں چھوٹتا، کسی اسٹیشن سے پوری کچوری لے کر کھڑے کھڑے بھی منھ میں ڈال لیں گے، ہم یہ سوچتے ہیں کہ کھائیں گے نہیں تو کمزوری آجائے گی۔ اور معمولات کے متعلق یہ سوچتے ہیں کہ ایک دن تسبیح نہیں پڑھیں گے تو کیا بگڑ جائے گا؟ دراصل ہم نے اپنی روح کو اعمال کی غذا پہنچا کر اِس قابل بنایا ہی نہیں کہ اُسے اِن چیزوں کا احساس ہو۔

ہمتِ مرداں مددِ خدا

بھائیو! یہ طے کر لیجیے کہ جس طرح دنیوی امور؛ کھانے، پینے اور پہننے وغیرہ کا پورا اہتمام کرتے ہیں، اِسی طرح بتلائے گئے معمولات: عبادات، تلاوت و تسبیح وغیرہ پر پوری طرح پابندی کے ساتھ جمے رہیں گے، بالکل کوتاہی نہیں کریں گے! پختہ ارادہ کر لیجیے کہ ایک دن بھی معمولات نہیں چھوڑنے ہیں۔ اور اگر کسی دن چھوٹ جائیں تو بہ طورِ علاج اُس دن کھانا مت کھانا! یہ نہایت آسان علاج ہے، جس دن تسبیح نہیں پڑھی اُس دن کھانا مت کھاؤ، پھر دیکھو! برابر پابندی ہوتی ہے یا نہیں؟ انشاءاللہ ضرور پابندی ہوگی، اور اِس کی برکتیں بھی ظاہر ہوں گی۔

یہ جو ہدایتوں والا کتابچہ ہے! اُس کو پڑھتے رہا کرو، ایک مرتبہ نہیں، بلکہ ہر آٹھ-دس روز کے بعد اُس کو پڑھو، تاکہ یہ سبق تازہ ہو جائے اور عمل کا اہتمام رہے، پڑھ کر دیکھو کہ اِس میں سے کونسی چیز پر عمل نہیں ہے، اُس پر اہتمام سے عمل کرو! ہم اَخبار دیکھنے کے ایسے عادی ہیں کہ صبح جب اَخبار آتا ہے، اُسی وقت اُس کو پورا دیکھ لیتے ہیں، پھر دوپہر میں جب کھانے

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

کے لیے بیٹھتے ہیں تو پھر سے وہی اَخبار لے کر بیٹھ جاتے ہیں، حالانکہ صبح میں سب پڑھ دیکھ لیا ہوتا ہے، شام کو پھر اِسی طرح، جب تک کہ اگلے دِن کا اَخبار نہیں آتا، وہاں تک اُس کا پیچھا نہیں چھوڑتے۔ اور جس دِن اَخبار کی چھٹی ہو، اُس دِن تو وقت نکالنا مشکل ہو جاتا ہے۔

یہ سب ہماری بُری عادتیں ہیں، اللہ ہمیں ان سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ کہنے کا حاصل یہ ہے کہ جس طرح ہم ایک معمولی اور بے فائدہ اَخبار کے لیے اِتنا سارا وقت دیتے ہیں، تو ہفتہ- دس دِن میں ایک مرتبہ اِس کتابچے کو بھی پڑھنے کا اہتمام کریں، اِس سے ان شاء اللہ بہت فائدہ ہوگا۔

اپنے حالات کی اطلاع دیتے رہیں

اپنے حالات کی اطلاع بھی دینی چاہیے کہ آپ نے یہ جو بتلایا ہے، اُس پر ہم عمل کر رہے ہیں۔ تو جب آپ بتائیں گے نا! تو آپ کے بتانے سے ہمیں خوشی ہوگی، ہم آپ کے لیے دعا کریں گے، آپ کو اس سے فائدہ پہنچتا ہے، اور اگر کوتاہی ہو جائے، تو بھی بتائیں۔ حضرت قاری صدیق صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ اچھا حال ہوتا ہے، تو تو لوگ بتلاتے ہیں، اور بُرا ہوتا ہے، تو بتاتے نہیں ہیں، حالانکہ بُرا ہو، تو پہلے بتانا چاہیے، تاکہ اُس سے رُکنے کی کوئی شکل پیدا ہو جائے، اس لیے اپنے حالات سے آگاہ کرتے رہیں۔ موقع بہ موقع ملاقات کر سکتے ہیں، جو ضروری حالات ہیں، بس اُسی کے لیے، فضول باتوں کے لیے ملاقات کی ضرورت نہیں ہے۔ بعض لوگ آتے ہیں، تو بس! یہی کہتے ہیں کہ اِس کی دعا کرو، اُس کی دعا کرو، اپنا حال تو بتاتے ہی نہیں ہیں۔ یہ مقصد نہیں ہونا چاہیے، عام دعائیں تو سب کے لیے کرتے ہی ہیں۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

[مفتی ابوبکر صاحب نے حضرت سے خصوصی ملاقات اور حالات کی اطلاع کی ترتیب کے بارے میں پوچھا، اُس پر حضرت نے فرمایا:]

جو چاہتے ہیں، اُن کو کہہ دو کہ کوئی خاص بات ہو، تو لکھ کر کے دے دو، اُس کو پڑھ کر ہم اُس کا جواب دے دیں گے، کوئی چیز اگر ضروری اور اہم ہے، تو اُس کو بُلا لیں گے، یا تحریری جواب دے دیں گے ان شاء اللہ۔

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں روز مرّہ کے جو حاضرین ہوتے تھے، ان کے لیے حضرت نے ایک لیٹر بکس (Letter Box) رکھا تھا کہ اُس میں اپنی چِٹھی ڈال دیں، حضرت اپنے ہاتھ سے اس کو کھولتے تھے، پڑھتے تھے اور اُس کا جو جواب ہوتا تھا اس کو لکھ کر منبر پر رکھ دیتے تھے۔ جنھوں نے چِٹھی رکھی ہوتی تھی، وہ اپنا جواب دیکھ کر لے لیتے تھے، تو ایسی کوئی چیز ہو، تو آپ بھی لکھ کر دے سکتے ہیں، مجھے براہِ راست نہ دے پائیں، تو مفتی ابوبکر صاحب کو دے دینا، وہ پہنچا دیں گے۔ لیکن جیسا کہ میں نے کہا نا! کہ وہ ذرا اہم چیز ہی ہونی چاہیے، فضول چیزیں نہیں۔

جسمانی قُرب اصل نہیں

حضرت مولانا شاہ وصی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ – حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے خلفاء میں تھے – کا مقولہ حضرت مولانا ابرار صاحب دُھلیوی رحمۃ اللہ علیہ – ہمارے دوست تھے، ساتھی بھی تھے، وہ – ہمیشہ بیان کرتے تھے کہ حضرت فرماتے تھے: "گِرو! بدن پر گِرو، بدن پر گِرو!" یعنی آج کل کیا مزاج بن گیا ہے؟ حضرت! آپ کے پاؤں دبانے کے لیے آپ کے پاس آنا چاہتے ہیں۔ ارے بھائی! پاؤں مت دباؤ، ہم نے جو کہا ہے وہ کرو! مجھے پاؤں دبوانے کی

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

ضرورت نہیں ہے، آپ اپنی فکر کرو، اُس سے متعلق کچھ پوچھنا ہے، تو وہ پوچھو!

ہم لوگ جسمانی قُرب کو اہمیت دیتے ہیں، حالانکہ اگر اِن معمولات کی پابندی کریں گے نا! تو رُوحانی قُرب حاصل ہوگا۔ دیکھنے کے اعتبار سے تو آپ دُور ہیں، لیکن حقیقت میں قریب ہوں گے، اس لیے اِس کا اہتمام ہونا چاہیے۔ جو لوگ آتے بھی ہیں، تو خالی یہ کہتے ہیں کہ ابّا بیمار ہیں، دعا کردیں، فلاں کے لیے دعا کردیں، ٹھیک ہے، اپنے لوگوں کے لیے دعا کرانا کوئی بُرا نہیں ہے، لیکن اِس کے علاوہ اور کچھ نہیں، جو اصل چیز پوچھنی چاہیے، وہ تو کوئی پوچھتا ہی نہیں ہے، دکان نہیں چل رہی ہے، اس کے لیے دعا کردیجیے، تو دعاؤں کے سلسلے میں آپ خود ہی ایسے کیوں نہیں بن جاتے کہ آپ کی دعا قبول ہونے لگے؟! اِس کا اہتمام کرو۔

تم ہی مُرغی پال لو

حضرت شاہ وصی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ قصہ بیان کرتے تھے کہ ایک عورت کے یہاں مُرغی تھی، اُس کے پڑوسی کے یہاں کوئی مہمان آتا تھا، تو وہ کہلواتی تھی کہ مہمان آیا، ایک انڈا دے دو، تو جب بار بار ایسا کہنے لگی، تو اس پڑوسن نے کہا کہ "بہن! یہ بار بار انڈے مانگتی ہو، اِس کے بجائے تم بھی مُرغی پال لو نا!" تو کہتے ہیں: دعا کرو، دعا کرو، تو تم بھی ایسے بن جاؤ کہ تمہاری دعا بھی قبول ہونے لگے، ویسے دعا کی درخواست کرنا کوئی بُرا نہیں ہے، لیکن آپ سیرت کا مطالعہ کیجیے، کتنے صحابہ ہیں جنھوں نے یہ درخواست کی ہو کہ اللہ کے رسول! ہمارے لیے دعا کیجیے؟! اعمال کے متعلق تو سوال کیا تھا۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

ہمارا سلسلہ چشتی ہے

یہ ہمارا سلسلہ چشتی ہے، جو حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب ہے، (K.G.N.) تو ہر ایک لکھتا ہے، لیکن ان کی نسبت سے کیا کرنا ہے؟ وہ کوئی نہیں کرتا۔ یہ سلسلہ اُن کے واسطے سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچتا ہے۔ میرے شیخ و مرشد حضرت مولانا مفتی محمود حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہیں، اُن کے شیخ حضرت مولانا محمد زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ، اِس طرح حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک ایک پورا سلسلہ ہے، اس کو "شجرہ" کہتے ہیں، جیسے: نسب نامے کو "شجرۂ نسب" کہتے ہیں۔ "شجرہ" اصل تو درخت کو کہتے ہیں، چوں کہ درخت کی شاخیں درخت سے ملی ہوئی ہوتی ہیں، اس طرح یہ سلسلہ بھی پورا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک ملا ہوا ہے، اس معنی کر اس کو بھی "شجرہ" کہتے ہیں۔ اس کتاب کے اخیر میں باقاعدہ ناموں کے ساتھ اور اشعار کے ساتھ چھپا ہوا بھی ہے۔ پُرانے لوگ "شجرہ" کا بڑا اہتمام کرتے تھے، جب تک کہ "شجرہ" نہ ہو، وہاں تک یہ سمجھتے ہی نہیں تھے کہ بیعت ہوئے۔

میرے والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ حضرت شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت تھے، میں نے کوئی دِن ایسا نہیں دیکھا کہ وہ "شجرہ" نہ پڑھتے ہوں۔ بہت سے بزرگوں کے یہاں اِس کا معمول رہا ہے، اس کی بڑی برکات ہیں۔ ہم میں سے تو بہت سے ایسے بھی ہوں گے جنہوں نے زندگی میں ایک مرتبہ بھی نہ پڑھا ہوگا۔ کہنے کا حاصل یہ ہے کہ اس "شجرہ" کو بھی پڑھنے کی عادت ڈالو، اللہ کے اِن نیک بندوں کے صدقے میں اللہ تعالیٰ ہمیں نیکی کی توفیق عطا فرمائیں گے۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

نیز اِس سلسلے کے مشائخ کے لیے دعا وایصالِ ثواب بھی کرتے رہیں۔

اللہ تعالیٰ آپ سب کو توفیق عطا فرمائے اور اِس بیعت ہونے کو اللہ تعالیٰ قبول فرمائے، اِن اعمال کا اہتمام کرنے کی توفیق عطا فرمائے، ہر قسم کی معصیتوں سے حفاظت فرمائے، اِس بیعت ہونے کو آئندہ ہماری زندگی کے صحیح راہ پر آنے کا ذریعہ بنائے اور اِس سلسلے کے تمام اکابر کے ساتھ اللہ تعالیٰ حقیقی نسبت اور تعلق عطا فرمائے، دُنیا میں اُن کے نقشِ قدم پر چلائے اور آخرت میں اُن کے ساتھ ہمارا حشر فرمائے، اپنے اپنے وقت پر ہم سب کو ایمان کے ساتھ دُنیا سے اُٹھائے۔ آمین۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

۞ بیعت کے بعد ۞

۞ اللہ کے جو حقوق ہمارے ذمّے باقی ہیں، اُن سب کو ادا کر دیجیے۔

۞ بندوں کے جتنے حقوق ذمّے میں باقی ہیں، اُن سب کو ادا کر دیجیے۔

۞ آئندہ اللہ تعالیٰ یا بندوں کا کوئی حق ہمارے ذمّے باقی نہ رہے۔

۞ حافظ روزانہ تین پارے اور غیر حافظ روزانہ ایک پارہ تلاوت کرے۔

۞ تیسرے کلمے، استغفار اور درود شریف کی ایک ایک تسبیح صبح اور ایک ایک تسبیح شام کو پابندی سے پڑھیں۔

۞ «الْحِزْبُ الْأَعْظَمُ» کی ایک منزل، چالیس دُرود اور چہل استغفار روزانہ پڑھیں۔

۞ ہر کام سنّت کے مطابق کریں، مسنون دعاؤں کو ہر وقت پڑھنے کا اہتمام کریں۔

۞ جن فرض نمازوں کے بعد سنّت ہے، اُن میں سنّت کے بعد، ورنہ فرض کے بعد تسبیحِ فاطمی پڑھیں۔

۞ ہر فرض نماز کے بعد آیت الکرسی ایک مرتبہ پڑھیں۔

۞ باوضو سوئیں، سونے سے پہلے: تسبیحِ فاطمی، سورۂ بقرہ کا اوّل ﴿هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ﴾ تک،

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

﴿اٰمَنَ الرَّسُوْلُ﴾ سے اخیر تک، آیت الکرسی اور چاروں قُل بسم اللہ کے ساتھ پڑھ کر ہتھیلی پر دَم کر کے اپنے چہرے اور پورے بدن پر پھیر لو۔

- ہر چھوٹے بڑے گناہ سے بچو، ہو جائے تو فوراً توبہ کر لو۔
- چار گناہوں سے بچوگے، تو باقی سے بچنا بہت آسان ہو جائے گا: ① بدنگاہی، ② بدزبانی، ③ بدگمانی اور ④ حرام لقمہ۔
- ہمیشہ اچھے ماحول میں رہو اور بُرے ماحول سے دُور رہو۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

شجرۂ محمودیہ چشتیہ

نمبر شمار	مشائخ کے اسمائے گرامی	سن وفات
۱	حضرت سیدنا ابوالحسن علی مرتضی رضی اللہ عنہ	سنہ ۴۰ھ
۲	حضرت امام ابوسعید حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ	سنہ ۱۱۰ھ
۳	حضرت خواجہ عبدالواحد بن زید رحمۃ اللہ علیہ	سنہ ۱۷۰ھ
۴	حضرت ابوالفضل فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ	سنہ ۱۸۷ھ
۵	حضرت ابراہیم بن ادہم بلخی رحمۃ اللہ علیہ	سنہ ۱۶۲ھ
۶	حضرت حذیفہ مرعشی رحمۃ اللہ علیہ	سنہ ۲۰۲ھ
۷	حضرت ہبیرہ بصری رحمۃ اللہ علیہ	سنہ ۲۸۷ھ
۸	حضرت ممشاد علی دینوری رحمۃ اللہ علیہ	سنہ ۲۹۹ھ
۹	حضرت ابواسحاق شامی چشتی رحمۃ اللہ علیہ	سنہ ۳۲۹ھ
۱۰	حضرت ابواحمد ابدال چشتی رحمۃ اللہ علیہ	سنہ ۳۵۵ھ
۱۱	حضرت ابومحمد چشتی رحمۃ اللہ علیہ	سنہ ۴۱۱ھ
۱۲	حضرت ناصرالدین ابویوسف چشتی بن سمعان رحمۃ اللہ علیہ	سنہ ۴۵۹ھ
۱۳	حضرت خواجہ قطب الدین مودود چشتی رحمۃ اللہ علیہ	سنہ ۵۲۷ھ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

۱۴	حضرت خواجہ شریف زندنی رحمۃ اللہ علیہ	سنہ ۶۱۲ھ
۱۵	حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ	سنہ ۶۱۷ھ
۱۶	**حضرت خواجہ معین الدین چشتی سنجری رحمۃ اللہ علیہ**	**سنہ ۶۳۲ھ**
۱۷	حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ	سنہ ۶۳۴ھ
۱۸	حضرت شیخ فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ	سنہ ۶۶۴ھ
۱۹	حضرت مخدوم علاء الدین علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ علیہ	سنہ ۶۹۰ھ
۲۰	حضرت شیخ شمس الدین ترک رحمۃ اللہ علیہ	سنہ ۷۱۵ھ
۲۱	حضرت شیخ جلال الدین عثمانی رحمۃ اللہ علیہ	سنہ ۷۶۵ھ
۲۲	حضرت شیخ احمد عبد الحق ابدال رَدَوْلوی رحمۃ اللہ علیہ	سنہ ۸۳۶ھ
۲۳	حضرت شیخ عارف بن احمد عبد الحق ردَوْلوی رحمۃ اللہ علیہ	سنہ ۸۷۲ھ
۲۴	حضرت شیخ محمد بن عارف ردولوی فاروقی رحمۃ اللہ علیہ	سنہ ۸۹۸ھ
۲۵	حضرت شیخ عبد القدوس گنگوہی نعمانی رحمۃ اللہ علیہ	سنہ ۹۴۴ھ
۲۶	حضرت شیخ جلال الدین بن محمود تھانیسری رحمۃ اللہ علیہ	سنہ ۹۸۰ھ
۲۷	حضرت شیخ نظام الدین فاروقی رحمۃ اللہ علیہ	سنہ ۱۰۲۴ھ
۲۸	حضرت شیخ ابو سعید گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ	سنہ ۱۰۴۰ھ
۲۹	حضرت شیخ محب اللہ الہ آبادی فاروقی رحمۃ اللہ علیہ	سنہ ۱۰۵۴ھ
۳۰	حضرت شیخ سید محمدی اکبر آبادی رحمۃ اللہ علیہ	سنہ ۱۱۰۷ھ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

۳۱	حضرت شیخ شاہ محمد مکی جعفری رحمۃ اللہ علیہ	سنہ ۱۱۷۲ھ
۳۲	حضرت شیخ سید عضد الدین امروہوی رحمۃ اللہ علیہ	سنہ ۱۱۷۰ھ
۳۳	حضرت شیخ عبد الہادی امروہوی رحمۃ اللہ علیہ	سنہ ۱۱۹۰ھ
۳۴	حضرت شیخ عبد الباری صدیقی امروہوی رحمۃ اللہ علیہ	سنہ ۱۲۲۶ھ
۳۵	حضرت شیخ سید عبد الرحیم افغانی ولایتی شہید رحمۃ اللہ علیہ	سنہ ۱۲۴۶ھ
۳۶	حضرت شیخ میاں جی نور محمد جھنجھانوی رحمۃ اللہ علیہ	سنہ ۱۲۵۹ھ
۳۷	حضرت شیخ العرب والعجم حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ	سنہ ۱۳۱۷ھ
۳۸	حضرت شیخ مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ	سنہ ۱۳۲۳ھ
۳۹	حضرت شیخ مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ	سنہ ۱۳۴۶ھ
۴۰	حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا مہاجر مدنی رحمۃ اللہ علیہ	سنہ ۱۴۰۲ھ
۴۱	حضرت شیخ فقیہ الامت مولانا مفتی محمود حسن گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ	سنہ ۱۴۱۷ھ
۴۲	حضرت شیخ محبوب العلماء مولانا مفتی احمد صاحب خانپوری مدظلہ العالی	

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

مناجات

یاالٰہی! دور فرما میرے امراضِ دلی
دونوں عالَم کی ختم ہوجائے جس سے بے کلی
بہر محمود حسن یکتائے فن روشن ضمیر
حضرت شیخ زکریا ذات جن کی منجلی
بہر مولانا خلیل احمد رشید احمد مجھے
سوز پنہائی عطا کر اور دکھا سچی گلی
بہر امداد وبنور وحضرت عبدالرحیم
عبدباری عبدہادی عضدیں مکی ولی
پھر محمدی و محب اللہ وشاہ بوسعید
پھر نظام الدیں جلال وعبد قدوس ذکی
پھر محمد اور احمد عبد حق شیخ جلال
شمس دیں ترک وعلاء الدیں فرید جودھنی
قطب دیں اور پھر معین الدین وعثمان وشریف
خواجہ مودود بویوسف محمد احمدی
بو اسحاق وخواجہ ممشاد وہبیرہ نامور

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

پھر	حذیفہ	ابن	ادہم	پھر	فضیل	مرشدی
عبدواحد	پھر	حسن	بصری	علی	فخر	دیں
سید	الکونین	فخر	العالمین	بشری	نبی	ﷺ
دل	کو	میرے	یاالٰہی!	پاک	کر	تُو	غیر	سے
خیر	دنیا	دے	مجھے	اور	آخرت	بھی	ہو بھلی

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

دار الحمد کی دیگر مطبوعات

اسماءِ کتب	نمبر شمار
القول المبين في ذكر المجاز والمجيزين (ثبت الشيخ العلامة عبد الله الكافودروي رحمه الله)	۱
إنسان العين في مشايخ الحرمين (حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ)	۲
منظومة عقود رسم المفتي (العلامة ابن عابدين الشامي رحمه الله تعالى)	۳
انوار المشکوٰۃ شرح المشکوٰۃ (۴؍جلدوں میں) (دروسِ مشکوٰۃ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد یونس صاحب جونپوری رحمۃ اللہ علیہ)	۴
آسان درسِ قرآن (سورۂ فاتحہ، از سورۂ ناس تا سورۂ قدر) (جلد ۱) (حضرت اقدس مفتی احمد صاحب خانپوری دامت برکاتہم العالیۃ)	۵
آسان درسِ قرآن (سورۂ علق تا سورۂ لیل) (جلد ۲) (حضرت اقدس مفتی احمد صاحب خانپوری دامت برکاتہم العالیۃ)	۶
مقدمۂ درس بخاری (حضرت اقدس مفتی احمد صاحب خانپوری دامت برکاتہم العالیۃ)	۷
تقریرِ بخاری (۳؍جلدیں) (کتاب الوحی، کتاب الایمان، کتاب العلم) (دروسِ بخاری؛ از حضرت اقدس مفتی احمد صاحب خانپوری دامت برکاتہم العالیۃ)	۸

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

۹	درسِ ختمِ بخاری (۱۴ر مجالسِ درسِ ختمِ بخاری کا مجموعہ) (حضرت اقدس مفتی احمد صاحب خانپوری دامت برکاتہم العالیۃ)
۱۰	دعا ایسے مانگیں (اردو، گجراتی) (حضرت اقدس مفتی احمد صاحب خانپوری دامت برکاتہم العالیۃ)
۱۱	درسِ مسلسلات: چند اہم یادداشتیں (حضرت اقدس مفتی احمد صاحب خانپوری دامت برکاتہم العالیۃ)
۱۲	بیعت ہونے والوں کو ہدایات (اردو، گجراتی) (حضرت اقدس مفتی احمد صاحب خانپوری دامت برکاتہم العالیۃ)
۱۳	مختصر سوانح مشائخِ چشت (حضرت اقدس مفتی احمد صاحب خانپوری دامت برکاتہم العالیۃ)
۱۴	محمود المکاتیب (۲ر جلدیں) (حضرت اقدس مفتی احمد صاحب خانپوری دامت برکاتہم العالیۃ)
۱۵	مکاتیبِ سعید (حضرت اقدس مفتی احمد صاحب خانپوری دامت برکاتہم العالیۃ)
۱۶	مکاتیبِ رحیمیہ (حضرت اقدس مفتی احمد صاحب خانپوری دامت برکاتہم العالیۃ)
۱۷	مفتیانِ کرام سے رہنما خطاب (حضرت اقدس مفتی احمد صاحب خانپوری دامت برکاتہم العالیۃ)
۱۸	برما اور عالمی حالات (اردو+گجراتی) (حضرت اقدس مفتی احمد صاحب خانپوری دامت برکاتہم العالیۃ)

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

۱۹	نصیحت گوش کن جانا......(خطاب برائے فضلائے مدارس) (حضرت اقدس مفتی احمد صاحب خانپوری دامت برکاتہم)
۲۰	چالیس استغفار (حضرت اقدس مفتی احمد صاحب خانپوری دامت برکاتہم العالیۃ)
۲۱	چراغِ سہارنپور (شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد یونس صاحب جونپوری رحمۃ اللہ علیہ)
۲۲	بہارِ نبوت (جلد ۱، ۲) (شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد یونس صاحب جونپوری رحمۃ اللہ علیہ نمبر)
۲۳	اغلاط العوام فی باب الاحکام (افادات: حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ)
۲۴	تحفۂ ائمہ واساتذۂ ومکاتب (حضرت مولانا احمد صاحب ٹنکاوری دامت برکاتہم العالیۃ)
۲۵	چند دن محدثین وفقہا کی بارگاہ میں (حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب دامت برکاتہم العالیۃ)
۲۶	محاضرات ڈابھیل (حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب دامت برکاتہم العالیۃ)
۲۷	مبادیِ مسلسلات (مفتی طاہر صاحب باکس والا و مولانا عبدالاحد صاحب فلاحی)
۲۸	ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کیسے تھے؟ (گجراتی)
۲۹	استخارہ سنت کے مطابق کیجیے (گجراتی)
۳۰	سفر کی دعائیں؛ گھر سے گھر تک (گجراتی) (حاجی شکیل صاحب بمبئی دامت برکاتہم العالیۃ)
۳۱	جدید معاملات کے شرعی احکام (مفتی احسان اللہ شائق صاحب دامت برکاتہم العالیۃ)
۳۲	نقوشِ پا کی تلاش میں (حضرت مولانا عبدالمتین منیری صاحب دامت برکاتہم العالیۃ)

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

۳۳	شادی کی پہلی رات؛ شریعت کی روشنی میں (مفتی محمود صاحب بارڈولوی حفظہ اللہ)
۳۴	علمی وعرفانی شہ پارے (شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد یونس صاحب جونپوری رحمۃ اللہ علیہ)
۳۵	آیئے نماز صحیح کریں! (اردو، گجراتی) (حضرت مولانا احمد صاحب ٹنکاروی دامت برکاتہم العالیۃ)
۳۶	تذکرہ حضرت مولانا مفتی سید مصلح الدین احمد صاحب بڑودی القاسمی رحمۃ اللہ علیہ (حضرت مولانا یونس صاحب بندۂ الٰہی رحمۃ اللہ علیہ)
۳۷	قصیدۂ حب رسول (گجراتی) (حضرت علامہ انورشاہ صاحب کشمیری رحمۃ اللہ علیہ)

DARUL HAMD ISLAMIC RESEARCH INSTITUTE,
Opp. Lal Mahal, Nr. Chudgar Masjid
Sodagarwada, Surat - 395003
darulhamd2017@gmail.com

+91 70961 76961

+91 95378 60749

www.darulhamd.in

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

بیعت ہونے کا مطلب

بیعت ہونے کا مطلب اور خلاصہ دو چیزیں ہیں:

اللہ تبارک وتعالیٰ کے احکام کی بجا آوری میں: یعنی اللہ تبارک وتعالیٰ نے جن کاموں کے کرنے کا حکم دیا، ان کو کرنے میں، اور جن چیزوں سے بچنے کا حکم دیا، ان سے بچنے میں آج تک جو غفلت اور کوتاہی ہوئی، اس سے توبہ، اور آئندہ ایسی غفلت اور کوتاہی نہیں کریں گے، اس کا عہد و پیمان اور وعدہ؛ گویا یہ بیعت آپ کی پچھلی (گذری ہوئی) زندگی کے حق میں توبہ اور آنے والی زندگی کے حق میں ایک طرح کا عہد و پیمان اور وعدہ ہے۔

Publisher

DARUL HAMD

Islamic Research Institute

Sodagarwada, Surat, Gujarat, India

+91 70 961 76 961

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/